بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً (بخاری شریف)

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر
اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر (اقبالؒ)

کُلیاتِ فقیر

یعنی

کلام بلاغتِ نظام جناب حکیم غلام محی الدین شاہ صاحب فقیرؔ سوپوری

مرتبہ

جناب الحاج مولانا شوکت حسین کینگ صاحب (قادری) استاذِ حنفی عربی کالج نور باغ سرینگر
رُکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں وکشمیر

﴿ناشر﴾

وینس پبلشنگ ہاؤس

(رحمت آباد) پی سی ڈپو سرینگر (Ph. 490803)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً (بخاری شریف)

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر

اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر (اقبالؒ)

کُلیاتِ فقیر

یعنی

کلام بلاغتِ نظام جناب حکیم غلام محی الدین شاہ صاحب فقیرؔ سوپوری

مرتبہ

جناب الحاج مولانا شوکت حسین کینگ صاحب (قادری) استاذِ حنفی عربی کالج نورباغ سرینگر
رُکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں وکشمیر

﴿ناشر﴾

وینس پبلشنگ ہاؤس

(رحمت آباد) پی سی ڈپو سرینگر (Ph. 490803)

مختصر کوائف

نام کتاب : کلیاتِ فقیر

موضوع :

مصنف : حضرت حکیم غلام محی الدین شاہ فقیؔر سوپوری

مرتب : الحاج مولانا شوکت حسین کینگ (قادری) صاحب

ناشر : وینس پبلشنگ ہاوس (رحمت آباد) سرینگر

تعدادِ صفحات ۹۲

اظہارِ تشکر و امتنان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْم نَحْمُدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْ مَعَ الصّٰدِقِیْن۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

امابعد!

جب سے میں نے آنکھ کھولی ہے میں نے اپنے اردگرد کے ماحول کو ایک ہیجانی کیفیت والے ماحول میں پایا چونکہ والد صاحب کی طرف سے نسباً کرمانی سادات سے اور والدہ کی طرف سے سلسلہ قادریہ کے ساتھ تعلق کی بناء پر میرے وجود کے کسی کونے میں وِراثتاً اپنے اسلافِ کرام کے فکر کی چنگاری چمک رہی تھی جو اس ہیجانی کیفیت سے نکل کر ایک ایسی پاک صحبت کو ڈھونڈ رہی تھی جسمیں حقیقت پسندی، سادگی وللّٰہیت ہو جو ہمارے اسلاف کرام کا وِرثہ رہ چکی ہے یعنی میرے وجود کی وہ چنگاری اپنے اصل مسکن کی تلاش میں تھی اس سلسلے میں بہت ساری تنظیموں اور افراد کی طرف رجوع کیا لیکن قلب سے صدائے "لا احب الآفلین" ہی بلند ہوئی۔ یہ سب حضرات اپنے اپنے مکتبہ ہائے فکر" بالفاظ دیگر (اپنی اپنی کمپنیوں)" کی نیک نامی کیلئے ہی دین اور اسلام کی آڑ لیکر ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنے میں مشغول نظر آئے۔ ذہن کا خلجان دھیرے دھیرے بڑھ کر زبان پر ایک سوال کی صورت میں ابھرا۔ سوال یہ تھا کہ کیا پھر سے وہ اسلام ہم دیکھ سکتے ہیں جو تنظیمی، لسانی و وطنی تعصّبات سے پاک و صاف ہو جس طرح کہ سلف صالحین ان تمام

تعصبات سے دور رہ کر یہاں کے اندھیارے دلوں میں ایمان کے چمکتے چراغ فروزاں کر کے چلے گئے۔

اسی ذہنی کشمکش کے دوران ایک روز ماماجی نے یہ ناناجیؒ کا فارسی دیوان شایع کرنے کے لئے دیدیا چونکہ ناناجیؒ سے ایک خونی رشتہ کی بناء پر میں اس کتاب کو بار بار اپنی آنکھوں کو ملتا رہا چونکہ میں نے انکو دیکھا نہ تھا لیکن آج ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے میں ناناجیؒ سے باتیں کر رہا ہوں۔ یہ دیوان اگرچہ فارسی میں ہے میں نے ''فارسی کی پہلی'' کا قاعدہ مولانا احمد سعید صاحب شاہ لولابی کے پاس پڑھا تھا۔ اور یہ دیوان فارسی لغت کا اعلیٰ پایہ کا شاہکار ہے اسلئے اسکا پڑھنا میرے لئے محال ہی تھا البتہ طالب علمانہ بے ادبی کی بناء پر چند اشعار پڑھ ہی لئے اور انکو پڑھ کر میں کافی حد تک حیران رہا کیونکہ ایسی باتیں آج کے معاشرہ میں بالکل مفقود ہیں۔

مثلاً ناناجیؒ نے غوث پاکؒ کی شان میں منقبت شریف لکھی ہے جسکا پہلا شعر یعنی مطلع اس طرح ہے ؎

''درام سگ کوئے تو نشانِ طوق بگردن۔ ہر صبح و مساورِ دِزباں یا شہہ جیلانؒ

اسی طرح کے اکثر اشعار ایسے ہیں جنکے پڑھنے سے میرے دل کے اندر پیدا ہوئی اس انتشاری کیفیت کو جیسے سکون میسر ہوتا گیا۔ بہر حال یہ فارسی دیوان اپنے ماماجی جناب حکیم غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کلیم سوپوری سے حاصل کر کے سب سے پہلے اپنے استاذ محترم عالی جناب مولانا احمد سعید شاہ لولابی، حال سرینگر کی خدمت میں پیش کیا حضرت استاذ محترم بڑے خوش ہوئے بڑی دیر تک تعریف کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ایسا کلام آج

کے دور میں شاذ و نادر ہی ملتا ہے اس کلام سے اسلاف کرام کی خوشبو آ رہی ہے۔ ہر لفظ پر تصوف کا گہرا رنگ نظر آ رہا ہے۔ استاذِ گرامی کے ان الفاظ سے میرے حوصلے بلند ہوئے اگر چہ اپنے ننھال سوپور میں چند بزرگوں سے حکیم صاحب ؒ کی عظمت کے بارے میں اکثر سنتا آ رہا تھا لیکن آج میں خود انکا کلام ذی شان دیکھ رہا تھا اور کلام خود اپنے متکلم کی شان بیان کر رہا تھا۔ اسی طرح کئی اور اصحاب کے پاس بھی یہ دیوان لے گیا۔ ہر ایک نے اس کلام کو سراہا اور اسکو چھاپنے کی تحریک دیتے رہے لیکن ایک روز ایک اور عالم صاحب کی معیت میں بانڈی پورہ جا رہا تھا کہ میں نے یہ کتاب نکال کر انکو دکھائی انہوں نے چند ورق الٹ کر گاڑی کے آگے والے ڈیش پر پھینک دی۔ تبصرہ تو انہوں نے اس پر کچھ کیا نہیں البتہ اظہارِ ناپسندیدگی آشکارا ہو رہی تھی اگر چہ اس واقعہ سے میرے دل پر ایک گہری چوٹ سی لگی لیکن وہ شعر بھی جلد ہی یاد آیا کہ ؎

قدرِ زر زرگر بداند

قدر جوہر جوہری

الغرض یہ کتاب کھرے اور کھوٹے کی پہچان کرا رہی تھی اپنے اور پرائے کا تعارف کروا رہی تھی اسی دوران حسب معمول اپنے شام کے مطالعہ میں ایک دن اقبالیات کا مطالع کر رہا تھا کہ حضرت علامہ اقبال ؒ کے دو اشعار نظروں سے گزرے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس ذہنی کشمکش (جسمیں میں مبتلا تھا) سے نکلنے کیلئے بہت مددگار ثابت ہوئے وہ اشعار یہ ہیں ؎

گر نیابد صحبت مرد خبیر   از اب وجد آنچہ من درام بگیر

پیرِ رومی را رفیق راہ ساز　　تا خُدا بخشد ترا سوز و گداز

دانائے راز حکیم الامت" کے ان نصیحت بھرے الفاظ نے میری ڈوبتی کشتی کو سہارا دے کر کنارے کی طرف بڑھانے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے اسکے بعد ہمسائیگی میں ایک دن جناب خواجہ غلام حسن شاہ صاحب کے دولت کدہ پر شام کے کھانے کی دعوت پر ایک وجیہہ آدمی جس کے چہرے سے ذہانت و متانت کے آثار دور سے دکھائی دے رہے تھے جھکی نظریں اور خاموش زبان ندامت کا اظہار کر رہی تھی محترم غلام حسن صاحب نے انکا تعارف کروایا کہ یہ پیرزادہ جاوید اقبال صاحب ڈنگی وچہ ہیں ہمارے دفتر میں سپروائزر ہیں۔انہوں نے علیگڈھ سے عربی میں ایم۔اے کیا ہے۔بہرحال میں نے گفتگو شروع کی اور دورانِ گفتگو میں محسوس کر رہا تھا کہ جاوید صاحب کے شیریں کلام سے جیسے قلب کے تاریک پردے ایک ایک کر کے کھل رہے تھے۔علم وعمل کے اس پیکر کے سامنے میری زبان خاموش لیکن دل بیدار تھا بہرحال میں نے حسب معمول اپنے نانا جیؒ کا یہ فارسی دیوان گھر سے لاکر جناب جاوید صاحب کو دکھایا اور یہ بھی عرض کیا کہ اسکو مدوّن کرنا چاہتا ہوں۔ جناب جاوید صاحب یہ کتاب لیکر بہت خوش ہوئے اور اسکے اشعار گنگنانے لگے اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ اس عظیم کلام کو سرینگر میں میرے خیال میں ایک ہی شخص ایسا ہے جو اس کو مدوّن کرسکتا ہے وہ ہے جناب مولانا شوکت حسین کینگ صاحب جو قبلہ بخاری صاحبؒ کے شاگرد ہیں۔اگلے دن علی الصباح میں جناب جاوید صاحب کے ساتھ مولانا محترم کی خدمت میں حاضر ہوا۔جاوید صاحب نے گفتگو شروع کرتے ہوئے یہ فارسی دیوان جناب مولانا محترم کی طرف بڑھایا ساتھ ہی اس دیوان کی وساطت سے میرا تعارف بھی کروایا۔تو

فوراً علم ومعرفت کی زبان عرفان کے جام چھلکاتے ہوئے بڑی شان سے فرمانے لگے کہ آپ جانتے ہو کہ آپ کے نانا جیؒ کس مرتبہ کے مالک رہے ہیں یہ کشمیر میں فقط چار اشخاص ایسے تھے جن کے سامنے ایرانی سفیر علی اصغر حکمت نے زانوئے تلمذ تہہ کئے جب کہ تاریخ گواہ ہے کہ آجتک کسی اہلِ زبان نے کسی غیر کو اپنی زبان میں دخل اندازی کرنا برداشت نہیں کیا ہے۔ لیکن ان چار اشخاص ۱۔ جناب حکیم غلام محی الدین شاہؒ ۲۔ مولانا حیرت کاملیؒ ۳۔ مولانا فطرت کشمیری ۴۔ سید شمس الدین غمگین رتن پوری کے سامنے علی اصغر حکمت نے اعلاناً تمام اہل ایران کو مخاطب ہوکر کہا کہ جو لوگ فارسی زبان سیکھنا چاہتے ہوں وہ کشمیر کے ان چار حضرات کیطرف رجوع کریں۔ جن میں ایک آپکے نانا جیؒ جناب حکیم غلام محی الدین شاہ صاحب بھی ہیں۔

ایسا لگ رہا تھا کہ قلب کی وہ ہیجانی کیفیت تیزی سے بدل رہی تھی۔ اوران مردان خدا کی صحبت میں اللہ کے کرم کی مجھ پر بارشیں ہورہی ہوں بہرحال میں نے یہ کتاب جناب کینگ صاحب کو مدوّن کرنے کیلئے دیدی جناب نے بھی فوراً میری آنکھوں میں تشنگی کے آثار دیکھکر قبول کرلی اسکے بعد ہم وہاں سے واپس نکلے تو جناب جاوید صاحب نے ایک اور کرم فرمایا۔ کہنے لگے کہ اگر آپ چاہیں گے تو میرے مرشد کامل جناب سردار محمد لطیف صاحب بیگ کے پاس کالے بھن شیری بارہمولہ چلیں گے گاڑی ساتھ ہی تھی اور میں نے منزل کا پتہ تو پایا تھا لیکن منزل نہیں! میں نے فوراً حامی بھرلی اور ہم بطرف اوڑی روانہ ہوئے (جناب لطیف صاحب سابق پروفیسر ایس۔ پی۔ کالج پرنسپل ڈگری کالج سوپور خلیفہ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوریؒ) حضرت کے دربار عالی میں

علی اصغر حکمت صاحب اس وقت ایران کے سفیر تھے اور یہاں اپنے سرکاری دورے پر آئے ہوئے تھے۔

حاضری دی جناب بہت ضعیف لیکن دل کے قوی چہرہ پُرنور، زباں شیریں، علم وعمل کا یہ پیکرِ عظیم جسکی ایک ہی نظرِ کرم سے روحانی کیفیات کوٹھکانہ مل گیا اور میں نے انکے دامن رحمت کومضبوطی سے تھام لیا۔اللہ تعالیٰ انکا سایہ ہم گنہگاروں کے سروں پرتادیر قائم رکھے اس دربار عالی میں نہ تنظیم نہ تقریر ان چیزوں سے بالکل بالاتر اولیاء کاملین کا طرزِ زندگی فقط تعلق باللہ وتعلق بالرسول ﷺ زباں پر ہردم وہی کلام جس سے انسانوں کوفائدہ پہنچے اسی ضمن میں حضرت مولانا شوکت صاحب نے ایک اور سرچشمہِ آب حیات کی جانب رہنمائی کی یعنی مزارِ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں نقشبندی (خانقاہِ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی) معروف بہ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر نقشبندی دہلوی کے سجادہ نشین جناب حضرت ابوالنصر انس فاروقی دام اقبالہ تک رسائی ہوئی۔ جناب شوکت صاحب حضرت امام العصر مولانا شاہ ابوالحسن زید مجددی فاروقی (فاضل جامعہ ازہر) سے بیعت ہیں حضرت امام العصر کے جانشین ونواسہء محترم ابوالنصر انس صاحب نے ملاقات کے دوران اپنے جدِ امجد کی تقریباً جملہ کتب مطالع کیلئے مرحمت فرمائیں یہ سب کتابیں سلف صالحین کے معیار وتحریرات کی روشنی میں لکھی گئی ہیں۔ ہندوستان کے سوا یا ڈیڑھ سو سالہ مکاتب فکر کے ساتھ ان تصانیف کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

الغرض ان اہل اللہ حضرات کے دامنِ رحمت تک پہنچنے کے لئے ناناجیؒ کا یہ فارسی دیوان ہی وسیلہ بنا۔ آج میں بخوبی یہ سمجھ رہا ہوں کہ حضرت علامہ اقبالؒ نے کیونکر اپنے فرزند کونصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ؎

پیرِ رومی را رفیق راہ ساز — تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

ہمارے نانا جیؒ باطنی طور پر حضرت مولانا رومؒ سے بیعت تھے جس کا اظہار انہوں نے ایک کشمیری شعر میں کیا ہے۔ ہمارے ماما جی کہتے ہیں کہ جس رات خواب میں حضرت حکیم صاحبؒ مولانا روم سے بیعت ہوئے اسکی اگلی صبح حکیم صاحب بہت خوش تھے اور فرما رہے تھے کہ آج میرا مقصد پورا ہوا پھر یہ اشعار زبان پر گنگنا رہے تھے ؎

فقیرس حلقہ جیلی گل — چھ رومی ٹوپہ سیتی نخرل

بساں سو پور کدلہ بل — چھ زنگی فوج تس اردل

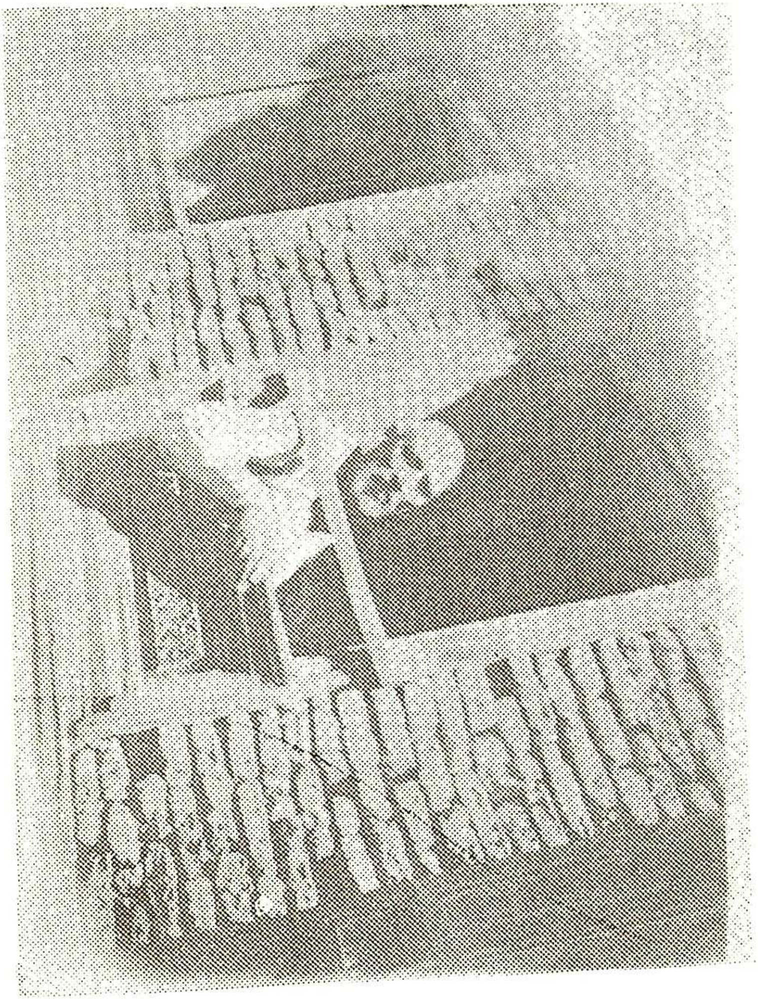
یعنی جناب حکیم صاحب کا کلام بحیثیت مریدِ مولانا رومؒ اپنے پیر کا ہی کلام ہے تو حکیم صاحب کے کلام سے اگر مجھ گنہگار کو راہ ہدایت ملی تو یوں کہیئے کہ یہ ہدایت مولانا رومؒ ہی کے بدولت ملی ہے۔ تو حضرت علامہ کا وہ شعر پیر روم را رفیق راہ ساز ''الخ'' بالکل برحق ثابت ہوا۔ بہرحال میں اللہ کا شکر کس زباں سے ادا کروں بس میری یہی دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمائے میں انتہائی شکرگزار ہوں جناب الحاج مولانا شوکت حسین کینگ صاحب دامت برکاتہٗ کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کتاب کو مدوّن کرنے کے ساتھ ساتھ میری رہنمائی فرمائی اور انشاءاللہ آگے بھی فرماتے رہینگے اور اللہ سے دعا ہے کہ جناب حضرت کو دنیا و آخرت میں اللہ عافیت عطا کرے اور مراتب میں بلندی عطا کرے اور ان کا دستِ شفقت ہمیشہ ہم محتاجوں کے سروں پر تا دیر سایہ کرتا رہے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

احقر

بلال احمد کرمانی

یدعبدالقادر جیلانیؒ ۲۔ مولانا رومؒ



نگاہِ اولین

از جناب محترم حکیم غلام مصطفٰے شاہ صاحب معرفت کلیم سوپوری (مدظلہ)

مرحوم حکیم غلام محی الدین شاہ ولد حکیم غلام محمد شاہ اپنے باپ داداؤں کا پیشہ (حکمت) اپنایا تھا۔ حکمت میں وہ کافی ماہر اور تجربہ کار مانے جاتے تھے۔ عبادت کے لئے وہ شب روز بہت ہی محنت کرتے تھے۔ میں نے جب ہوش سنبھالا تو میں نے اسکو رات بھر محو عبادت دیکھا۔ ایک روز کا واقعہ مجھے یاد آیا۔ میں دسویں کلاس کا امتحان پاس کرنے کیلئے رات دیر تک پڑھتا رہتا تھا۔ کیونکہ امتحان بہت ہی قریب آرہا تھا۔ ایک رات میں پڑھ رہا تھا تو رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔ کہ اچانک ایک ایسی صدا گونج اُٹھی جیسے کوئی چور کسی ہتھیار سے دیواروں کو توڑ رہا ہو۔ زور زور سے ٹھپ ٹھپ کی صدائیں آرہی تھیں، میں بہت ڈر گیا۔ باپ دیوار کے ساتھ پیٹ لگا کر جب سو رہا تھا۔ میں نے اسکو جگانا مناسب نہیں سمجھا اسلئے ماں کے کمرے میں گیا اور ماں کو باپ کے کمرے میں لایا۔ یہ صدا سنکر وہ ہنس پڑی۔ میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو بولی یہ چور وور نہیں ہے یہ آپکے ابو کے دِل سے صدائیں نکلتی ہیں۔ میری حیرانگی پر ماں نے مجھے باپ کے سینے سے کان لگا کر سننے کو کہا، میں نے ایسا جب کیا تو ایک عجیب صورت سے میں دوچار ہو گیا۔ جونہی میں نے کان ابو

کے سینے سے لگایا تو اللہ اور ہوؑ کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔یعنی سانس لیتے وقت اللہ کی صدا آرہی تھی اور سانس چھوڑتے وقت ہوؑ کی آواز گونج رہی تھی۔میں ڈر گیا اور دوسرے کمرے میں پڑھنے کے لئے چلا گیا۔

وہ دکھاوٹ کو عبادت کا دشمن سمجھتے تھے۔اگر چہ وہ درویش پرہیز گار مفکر تھے مگر اپنے ایال کو پالنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھ چھوڑتے تھے۔انگریزی کے بغیر وہ ہر علم میں مہارت رکھتے تھے۔مثلاً ایک شعر ہندی کا۔

نہ مار کٹاری او ہتھیارا　　　ڈنکی تِتیا نے میرا اتار

سِستا تھا میں شیخی مارا

زیادہ تر وہ فارسی پر عبور رکھتے تھے۔بی۔اے کے طالب علم انکے پاس فارسی کی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔غربت کی زندگی گزارتے گزارتے اس دنیائے فانی سے رحلت کر گئے۔مرنے سے پہلے میرے ہاتھ میں یہ کتاب تھما کر بولے یہ میرا کُل سرمایہ ہے اس سے سنبھال کر رکھنا اور مرنے سے پہلے اپنی موت کا دن اور وقت بھی اُنہوں نے بتایا تھا۔ستمبر 1964ء میں جمعرات کو رات کے ساڑھے دس بجے رحلت کر گئے۔اور جمعۃ المبارک کو سپرد خاک کئے گئے۔

شاعری کے علاوہ اسنے نثر کشمیری اور اردؤ میں بھی لکھا ہے۔وہ ۶۳ سال کی عمر میں چل بسے اور ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے تھے۔

پنڈت نجومیوں نے اسکا ہندی نام مَحیشر اور مسلمان نام محی الدین رکھا انکے بہت حیران کن واقعات بھی ہیں۔جو ہم کشمیری ایڈیشن میں ظاہر کرینگے۔　　　(انشاءاللہ)

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شعر و شاعری کے متعلق قرآنِ شریف (جو کائینات کیلئے آخری صحیفۂ نجات ہے) کا کیا نظریہ ہے وہ سورۃ الشعراء کے آخری آیاتِ بینات سے واضح ہے۔ صاحبِ تفسیر عثمانی حضرتِ علامہ شبیر احمد صاحب علیہ الرحمہ ان آیاتِ بینات کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں:۔

" شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں۔ تحقیق سے اسکو لگاؤ نہیں ہوتا۔ اسلئے اسکی باتوں سے بجز گرمئ محفل یا وقتی جوش اور واہ واہ کے کسی کو مستقل ھدایت نہیں ہوتی۔......"

آگے صاحبِ تفسیر موصوف لکھتے ہیں:۔

" مگر جو کوئی شعر میں اللہ تعالےٰ کی حمد کہے یا نیکی کی ترغیب دے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی کرے، یا کافر اسلام کی مذمت ہجو کریں یہ اُس کا جواب دے.......

..... ایسا شعر عیب نہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۰۲)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً ________ (بخاری شریف)

ترجمہ: بلاشبہ کتنی ہی شاعری حکمت و دانائی سے لبریز ہوتی ہے۔

اِس مقام پر اولاً شعر کی تعریف خصوصاً ان شعراء و ان اشعار کی تعریف جو زمرۂ استثناء یعنی اِلّا الّذِین آمنو کے ربانی فرمان کے تحت آتے ہیں۔ از قلم حضرت علامۃ الہند سیّدی و مرشدی جناب مولانا شاہ ابوالحسن زید مجددی فاروقی۔ (فاضل جامعہ ازہر، مصر) نذر قارئین کرام ہے۔ حضرت نے مقامات خیر (طبع دوم) میں لکھا ہے:-

" ذہین اشخاص پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ شعر وہ موزون و مقفیٰ کلام ہے جو انسان کے عمدہ شعور سے تعلق رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اسکے سُننے سے لذت حاصل کرتا ہے، جو شخص اس کمال سے ممتاز بن جاتا ھے تو بڑی نعمت اسکے ہاتھ آجاتی ہے۔ اسکو چاہیئے کہ اس نعمت کو کارآمد بنائے۔ قوم کی اصلاح کی کوشش کرے، اور مخلوق کو فایدہ پہنچائے۔ کلام کی جاذبیت اور بیان کی شیرینی سے لوگوں کو دین کی جانب مائل کرے اور فسق و فجور سے متنفر بنائے۔ اجتماعی، اخلاق اور اچھے مضامین کے اشعار کہے تاکہ اسکے کلام کا کوئی نتیجہ برآمد ہو، اور اس کا پھل ہاتھ آئے اور اسکے اشعار " بعض اشعار دانائی ھیں " کے زمرے میں داخل ہو جائیں، خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ مسلمان کے احوال قابل رحم ھیں۔ الخ ملاحظہ ہو صفحہ ۴۶، ۴۷۔

اسی حقیقت کو حکیم الاُمت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے یوں بیان فرمایا ہے:-

شعر را مقصود گر آدم گری است ❁ شاعری ہم وارثِ پیغمبری ست

منطق علوم کے پڑھنے سے بسا اوقات اعلیٰ سے اعلیٰ انسان کا دماغ

بگڑ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرتِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے تعلیم اُمت کیلئے یہ دُعا ارشاد فرمائی:۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ ـــــ پس بسا اوقات منطق علوم کے اسقام اشعارِ حکمت کی قرأت سے ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ اقبال خود اپنا حال ارمغان حجاز میں یوں بیان فرماتے ھیں:۔ ؎

مرا از منطق آید بوئے خامی ٭ دلیلِ او دلیلِ ناتمامی
برویم بستہ درہا را کشاید ٭ دو شعر از پیرِ رومی تا زجامی رحؒ

دوسرے مقام پر فرماتے ھیں:۔ ؎

کشتۂ اندازِ مُلّا جامیم ٭ نظم و نثرِ او علاجِ خامیم

آیئے تناظر بالا میں اس کلیات کا مطالعہ کیجیے جو کلیات ریاست کے مشہور و معروف حکیم، مجاھد آزادی، شاعر فطرت شہسوار میدان طریقت (جن کے دینی، سماجی، سیاسی اور حکیمانہ و ادبی خدمات کو ضبط تحریر میں لانے کے لیے ایک دفتر درکار ہے) یعنی حکیم غلام محی الدین صاحب ـ المتخلص بہ فقیر کے اشعار آبدار پر مشتمل ہے۔

حکیم صاحب کا خاندان محتاجِ تعارف نہیں ہے آپ حکیم دیندار شاہ صاحب سوپوری کے احفاد سے تھے جو سوپور سے سرینگر منتقل ہو کر سرینگر میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ چنانچہ ریاست کے سرکردہ عالمِ ربانی جناب حضرت علامہ مفتی غلام حسن صاحب سوپور (سابق مُفتیِ اعظم سوپور و رکنِ انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر "تاریخ طب" از حکیم غلام رسول شاہ صاحب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:۔

"خاندانِ حکیم سوپور کے مورثِ اعلےٰ حکیم معین الدین شاہ عالم و عابد ـــ

فنِ حکمت میں یگانۂ روزگار تھے۔ حکیم معین الدّین شاہ مورثِ اعلےٰ کا برادرِ اکبر حکیم دیدار شاہ صاحب سوپور سے منتقل ہوکر سرینگر صفا کدل میں محلہ نعلبند پورہ میں سکونت پذیر ہوئے ہیں۔" (تاریخ طب ص ۵۰۶)

صدیقِ مکرم جناب حکیم غلام رسول شاہ صاحب آف سوپور ایک مکتوبِ گرامی میں صاحبِ کلیات کے متعلق لکھتے ہیں:-

"مجموعہ کلام فقیر حکیم غلام محی الدّین شاہ صاحب سوپوری جس میں غزلیات اور نعتیہ اشعار ہیں، یہ حکیم صاحب موصوف کا ادبی شاہکار ہے۔ حکیم صاحب کو فارسی، اُردو اور کشمیری زبان پر زبردست عبُور تھا۔ آپ بُلند پایہ شاعر تھے اور فقیر تخلص تھا۔ حکیم صاحب کے والد بزرگوار حکیم غلام محمد شاہ صاحب عالم اور فنِ طبِ یونانی میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ اُنکے والد (یعنی حکیم صاحب کے دادا) حکیم حبیب اللہ شاہ صاحب طبیبِ حاذق، حفاظ و صُلحاءِ امت میں سے تھے۔ خاندان کے اِس شاخ (احفادِ حکیم دیدار شاہ صاحب) میں حکیم گُل شاہ صاحب، اور حکیم مبارک شاہ صاحب بہترین معالج گذرے ہیں۔ خود حکیم غلام محی الدّین اپنے آبائی قصبہ میں بھی مطب چلاتے تھے اور راجہ غلام محمد خان نوجلدارہ اور راجہ شیر علی خان کے خاندانی حکیم تھے۔ سال بھر میں ایک دو مہینہ وہاں گذارتے تھے، اور اُس علاقہ میں بھی طبی خدمات کا سلسلہ بہت وسیع تھا۔"

حکیم غلام رسول شاہ صاحب اور اُنکے برادرِ اصغر حکیم حبیب اللہ مرحوم سابق چیرمین لیجلیٹو کونسل کا شجرہ نسب بھی صاحب کلیات کے مورثِ اعلیٰ سے جا ملتا ہے۔ چنانچہ غلام رسُول شاہ صاحب مکتوب مذکور میں آگے رقمطراز ہیں:-

میرے والدِ بزرگوار حکیم ثناء اللہ صاحب ایک بُلند پایہ عالم، حکیم طب یونانی، صاحبِ سلوک و صاحب عبادات و ریاضات تھے۔ حکیم غلام احمد شاہ صاحب (برادر حکیم غلام محمد شاہ صاحب آف صفا کدل مذکور الصدر) کے فرزند ارجمند تھے۔"

القصہ میں نے کُلّیات ہذا کو پڑھا اور غور سے اس کا مطالعہ کیا۔ تمام کلام حکمت آمیز ترجمانِ فطرت اور دقیق و عمیق نکات و اسرار روحانیت کا حامل ہے۔ خصوصاً حصّہ رباعیات کی نظیر ملنی محال ہے۔ ترتیب و تدوین میں حضرت شاعر موصوف نے رُباعیات کو سر فہرست رکھا ہے۔ تو غالب مرحُوم کی فارسی کُلّیات کی تدوین کا واقعہ یاد آیا، کہ اُنھوں نے مثنویات کو غزلیات پر مقدم کیا تھا۔

افسوس آج میر غلام رسول صاحب ناز کی بقیدِ حیاتِ ظاہری نہیں ہیں، ورنہ اِس مجموعہ کلام خاص کر حصّہ رُباعیات پر ہم اُن سے کچھ لکھواتے کیونکہ فنِ رُباعیات میں وہ ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔

کلام سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حکیم صاحب اسم بامسمیٰ تھے۔ فقیر کے بدلے اگر وہ حکیم ہی تخلص اختیار فرماتے تو زیادہ بہتر رہتا۔ مگر علم سلوک کے جس مقام پر وہ فائز تھے، وہ عہدہ اس بات کا متقاضی تھا کہ فقیر ہی تخلص اختیار کیا جائے۔

کلام کا مطالعہ کر کے یہ بات ہوَیدا ہے کہ مضمون آفرینی چھوڑ کر علم عروض

کے وہ انتہائی ماہر تھے اور کلام ھذا میں حضرت شیخ فریدالدّین عطارؒ اور شیخ سعدی شیرازیؒ کی حکیمانہ جھلک عیاں ہے۔

نعتیہ کلام اور اشعارِ مناقب ان کے عقائد کے بہترین ترجمان ہیں۔
اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ کلام ضائع ہونے سے بچ گیا۔ حضرت فقیرؒ کے نواسہ لائق و فائق جناب الحاج عزیزم مولوی بلال احمد صاحب کمالی شکریہ کے مستحق ھیں کہ آپ کی سعی جمیل سے یہ خزینۂ فقیر زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔ اُمید ہے اربابِ ذوق اسی پس منظر میں اس کلام کا مطالعہ کریں گے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

خاکسار
شوکت حسین کینگ قادری
اُستاذِ حنفی عربی کالج و رُکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر
۵، ماہ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ

رباعیات

1

ای تهی دست چه سال عمر تو در طلب نان   دل پریشان از آنت نه نمازی نه قرآن
ترک کردی اویس جهد و بماندی حیران   رو تو مرد آبه بریز داں دیده گریان دلبیان

۲

شیر انگه شیر شیری با درنده چون کند   آمن مغلوب و حیدی مرده اش زنده کند
پرورش چون یافت بزدل از نبی پهلوی شیر   گر کند سهوی بباید شیر را خنده کند

۳

اربنا پیوست شیران جان خود را باختن   کردی از بیچارگی مگر با ادب پرداختن
طبع او نندست گاهی بر نیستان شعله زن   خوی تو آب است آخا موشش بباید ساختن

۴

چاره ات چیست درین فانی سرای محتاج   گشت برگشته قضا بهر تو چون ای محتاج
آب از چشم بفشان دل چو سیماب تباب   هر سحرگاه از اصل شوی صاحب تاج

۵

از خطرت بد چو تخم بار کشتی ظالم   پیدا است از آن سود قضا و زشتی ظالم
خود کرده را علاج مغفرت طلبیدن   از حسن قضای ربّ شوی بهشتی ظالم

٦

ہمچو دنیا قرضہ زہری از بیرون شہد عجب — وقت حاجت گر سبب رسوائی عند الطلب

قرض مقراض محبت داعی قہر الرجال — زرد رو ہم خشک لب دل در لہب عند الطلب

٧

بر تر الم کاش بوئے بو تراب — میرسد با چشم چو آبی سیر آب

نارا طفایا بد و در ہای خلد — وا شود نو شتم نسیم فتح باب

٨

مست است دل بادہ دل بادہ خوار مست — بلبل بگل مست گل بر خسار مست

درزلزلہ عندلیب زار زردانی خزاں دل — ساکن شد است خار از اں گل بہار مست

٩

خوباں جہاں را چشم پر آشوب دادہ اند — دل مستمند از ولبضرب و کوب دادہ اند

این نر رد دل اثر بچشم او کند اگر — دو چند چوں خمارش میدالب دو چند دادہ اند

١٠

بارہا بردر گہش ماندم بشبہای دراز — بر امید آنکہ برآید کریمی از درے

نالہ من شد صدا تا بصبحا چوں گدا — بر در شوم ونیم فہمیدہ معنی دیگری

١١

بیں مرغ ابابیل چہ سان ریزہ بیا درد — فیلاں دماں را بیند رحت ہمہ مرد

المنوز چی از کمال زندہ دلے بود — واں دل بقفس نہ ما تقا خورد و ہمہ مرد

۱۲

از نار فرقت تو جگرم کباب اندر   وز شور جرأت تو تنگ ودرم بخواب اندر
خوشخو چنان صغیری کبکان بدام رام اند   از بهر رویت تو صبرم شتاب اندر

۱۳

ماهئ تن در پئے خاکی غذا   مے طپد هم میخورد سیری کجا
ناگهان در شست صیادی فتاد   آب رفت وتا به اش سوءالقضا

۱۴

درآرزوی شام وصال تو ماه من   روز فراق تمام به تضرع وآه من
نزدیک کوه شد آفتاب دلخوشم   بر نور صبح او نور تو شاهراه من

۱۵

فیل بندم کرده شطرنج باز ادر رهم   در عزائی ببید رختم روز افزون حیرتم
ای حریف من کنون ششدر شدم بازی گذار   رستگاری ده ازین دریا بشستی خاتون رحم

۱۶

سنگ مارا لعل اندر بود پیش آفتاب   های ظالم سنگ بنیادم نمود وسایه خراب
ظالما این لعل من از اضطراب خود شبے   سنگ بنیادت کشد خود در رو بدرد حجاب

۱۷

منشین بغیر ثلیه و پشت اے بے پشت   کین چرخ بهر لحظ بسر تو با مشت
مشغول بدل باش یا بکسے دلداری   جز اسم هو الله قوی نیست هیچ پشت

۱۸

چون در پی آهوئی سگ صیاد بیست　　ترسنده دونده ورمند چو باد بیست
مرگش آنست که خواب خرگوشش آید　　بیدار چشم و بس حذر در همون آزاد بیست

۱۹

نغمه خوان اهل جنت حور و غلمان جابجا　　فارغ البالی و از خوشحالی آن رضوان بجا
سوز یار و نغمهٔ ساز دل محزون کجا　　لطف این درد جگر تفریق هجران از کجا

۲۰

پشیمان مشو بر گذشته قضا　　در آن نیست سودی مضی ما مضی
محالات یاد مکن ای پسر　　تفکر پسند آمد از مرتضی

۲۱

روح میان مکین و تن چو مکان　　در چه مظلم است یوسف جان
برق شو زود رو بسوی علا　　حب وطن است اصل مرا ایمان

۲۲

از خلق و زبانی قبقلب و بیا قبقاب　　روی تو خوش از قبقاب و نهانت قبقاب
بد بدن اسپ خداع چو رستم زالی　　قبا تن افکنی و بجوانان قصاب

۲۳

راز دانا همه داند چه قند و چه گلاب　　نی شکر را ست حجاب روی گل صد رکتاب
بلبلا نغمه کن و یاد خزان را بفروش　　در نظر دارد گر غنچه دهد جلوه ذناب

۲۴

شد آموی تو جو و گندم ای نادان — هنوز طالب جوی گندم و نسوان
قریب هست کراز کار افتی چون خر پیر — بیا به پیش حق ز چشم اشک افشان

۲۵

صادقی گر در زمان مغلوب شد — در نظر احقر زید مضروب شد
جانیازان بهر او در گریه اند — همچو یوسف شاهد مرغوب شد

۲۶

شاطری از نظم ملنازی شود — افسر قوم و شهه انبازی شود
اختلاف دور مغلوبشی کند — آنچنانکه خشت اندازی شود

۲۷

چون دلبر من همو به تن تیغ کشید — جانم شده مایوس چو مو بکف خود دید
او پند دید مرا که خشم خوردن خوب است — در گریه شدم بعجز ولی از لطف ندید

۲۸

غالب است خصم ترا سورهٔ لایلاف فتی — لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار
گر بیاید بجبت بتو هم لازم شد — در کن از ذوالفقارش پا و سر از تن جدا

۲۹

شفایت فاتحه کافی چو خوانی چهل و یکبار — بضم میم بالحمد در هر ابتدا ای نهار
علیل ار گشتی ای خاطی ترا ای نسخه درکار — پس و پیش درودی خوان کنی دم خود بیمار

۳۰

خندهٔ برازی تو زیباست ای خنده دهن — اشک ریزی بر رخم پیش تو خوب است بهر من
بر سر امر فرمان و الیبکوا دلیل بی دلی است — ورنه بر جرم قسم شگفتی کی برت خنده سمن

۳۱

دادهٔ حق چو شیر پستان است — دادهٔ خلق برق غرّان است
حق بفکر مزید مردم را — داده نادرده فکر به ستان است

۳۲

حدّاد شو حدید را کن موم — از دل بخوان یا حیّ یا قیوم
چو پلنگ نر از بون شوند هجوم — منصور توئی و باش شاهنشه روم

۳۳

گر غیبت هر کسی سنت آید این بد بها چه عجب — از خصلت مادر زمانه بین اینها چه عجب
چون از تن مادری رهیم و پرواز کنیم — در ملک بقا نشینیم همچو ید بها چه عجب

۳۴

در دار فنا هیچ ندارم عملی ای برنا — البته جرائم بیش متاعی است غنا
باقی است باری نیکوئی گر بود در اعلا — سبکی است جرائم و خطا که فانی است در فنا

۳۵

در میان روز و شب هست نیم شب — دل بدست آری میان نیم شب
عفو گر خواهی و شاهی مسکنی — نیم روزی نور یابی نیم شب

۳۶

این نقوش مختلف ملای ازل عقد لاینحل شود کی ز عقل حل
گر صفا آئینه‌ات از جد و جهد عکس منقوشش کند بر فهم سهل

۳۷

یارب دل من ز نفس بد بدگشته وز بد دلیم جهان و تنم ردگشته
از فضل و کرم قبول کن این بد دل را باید کردن بدی ز نیکان بدگشته

۳۸

از اول دمم تا بایندم پرورده تست غافل ماندم ز لطف و کرم آنکه کرده تست
از غفلت خاک بجز ظلمت و سردی ناید سر دلیست نه پرور دل بانکه پرورده تست

۳۹

نفش هو الله بر دل تو به بند باش بر اخلاص هر دم کاربند
در سفر این است کافی زاد راه در نظر دار عیب خود ای هوشمند

۴۰

زلف مشکین او نقاب رخش دست خوبان شانهٔ مویش
شد قلمبند رنج مسکینان لیک منشار اوست دار ویش

۴۱

گر در تن عنصری بدل تو گردی مردی یا غلبه نفس بروح پروردی مردی
مانی هر چند به تن پروری فانی است فنا پیوند اگر بر بند علوی کردی مردی

۴۲

در فکر لحم و شحم تو باشی تا چند   در مکر فہم و وہم تو باشی تا چند
یک لقمہ دو دو نار ایں سمن بدنی   بر مرغ جان سہم تو باشی تا چند

۴۳

نفس پرور شد جدا از نور ذات   وز لئیمی یافت او حظ ممات
کن کرم بر خود تو پرور روح را   آں کریمی باقیات الصالحات

۴۴

گفت قرآں ایں بملا ای ذباب   کہ نشینی بر پلیدی گہ بآب
آب را نقصان نمیدارد مگر   ہر کسے را اند ترا از پیچ و تاب

۴۵

غالب دنیا و ملا بہر کہ   در معنئا نبیُ شبہ کند
شبہ اش ناکامی ذلت فزود   منزلت در را یا فزدں مے شود

۴۶

ز حسن عشق آمد و معشوق پیدا   ہماں معشوق عاشق شد ہویدا
یکے جز دیگرے ماندن محال است   اگر دانی ز یک کانشد پیدا

۴۷

گر بوُد دریای روم و جوی ہند   در حروف آب و صورت نقشبند
سِر آنہا کے بدانی الا فقیہ   گر سرت بند است ہم در آں کمند

۴۸

چونکه گفتم صورت آب و حروف   این است معنوی دورت حوف
زود عقد آب بر من حل شده   قید شد بحر محیط اندر ظروف

۴۹

غم خود خور نخود ای دل فسرده   کسی از حزن تو زخمی نخورده
کسی را روی دل با کس ندیدم   ز مهری بل ز طمع کفن مرده.

مناجات

ای ازلی وی ابدی لایزال   باہمہ در دست اجل پایمال
از نفخت خلق شدیم از عدم   مختلط است دور لقہر و کرم
اصل فراموش بنا دانیم   نور شد خاموش ز دانائیم
راه گرفته شده گم راه من   ظلمت نفسم حجب ماه من
فہم بہ نسیاں تو کردی سرشت   روح منور کہ باخاک زشت
کیست کہ در راہِ تو کامل شود   جز خلل و بے علل عامل شود
رحمت تو سہو مرا حامی است   تو بند پری و ہما داعی است
واسفی ہست عدو در کمین   نفس لاماره بسوء یالیقین
خاک کجا و آب حیاتت کجا   پاکی ایں آب عفن از کجا
از من بندیت ناید بنده گی   جز کہ کنم گریہ بشرمنده گی
چونکہ تو توفیق بگریم دہی   ورنہ دلم آہن و چشمم تہی
نالۂ من بشنو و حالم بہ بیں   سوی تو آورده ام رو بر زمیں
رحمت خود را تو بہ جنبش بیار   تا کہ بگیرد دلِ مسکین قرار
عاجزم و مضطربم پا بگل   وارہان از زحمت و اندوه دل

ای همه هستیت همه هستیت — در نظرت جمله فراز و پستیت
گریه چو کردم شده دامان تر — نیکی من بد ز بدی سربسر
بسته کمر بر کرم و فضل تو — رحمت تو گفت چو لا تقنطو
جاں بلب واز همه نومید جاں — رحم بر حمان یا رحمان اماں
حال خوش و دست فراخم دہی — دیدۂ بینا دل پاکم دہی
فقر فقیراں به فقیری به بخش — دست امیراں به حقیری به بخش

دل تو ام چشم به بالا مدام
بہر اجابت بدعا یا سلام

نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

جلوۂ حسن ازل مبدا تو لم یزل — قوت دو کون نور تو اللہ چه نور بے بدل
حاء تو حسن نور ذات، سین سیادت صفات — نکتۂ نون خال جبین وہ چه جبین آب حیات
خواست الف حکم از حلقه ز عشق میم شد — از خط وسطی دو کوں ها رشد و دو نیم شد
ها و باللہ ربط داشت در دل ما وا گذاشت — هو شد هوا انت هو صورت میم برگماشت
ابتدا تو و انتها لام مجال خود بجا — خدمت تو او کند در همه اوقات ها
شمس رخت نور جاں زلف تو عین جہاں — از بلا و قہر او مہر تو امن و اماں

محو تو شد چشم ما بر رخ اصل وفا　　احمدا تو محمدی شاهد رعنا دوتا

این همه موجود و بود بهر تو مخلوق بود　　گوشه نشینی چرا کن تو قدم رنجه زود

مهد زمین ترک کن نام خود مهدی بکن　　دین تو شد کالعدم هیچ درنگی مکن

جبر زمانه اشد قهر بد خلقان احد　　خلق عظیمت کجا تا ز بلا رها کند

آرزوی که در دلم بوسه به پایت کنم　　عمر با تنها رسید روی نما و جا دهم

در همه پهلو فقیر مانده شد است و حقیر

ای تو شفیع الامم عاصیا نرا دستگیر [1]

نعت شریف

ما الله هو است از تفریق　　قل هو الله سیدی تحقیق

جزو حساس گر جدا باشد　　واصل کل محمد بالتصدیق

سر حق را تو مظهری بی شک　　نوع انسان ز تست سر عمیق

دل ما مطمئن بشفقت تو　　راسخ است آنچنانکه صدق تصدیق

[1] عوام الناس سے معافی کا خواستگار ہوں کہ اگر اس نعت شریف کے معنی کا اشتیاق ظاہر کریں تو کسی عالم ربانی سے کریں ورنہ ظاہری عالموں سے مجھے نکتہ چینی نہ کرائیں۔ کیونکہ اکثر تصوف کے اسرار و نکات اس میں پوشیدہ ہیں۔ اگر کسی عالم کو ظن بڑھ جائے کہ یہ کہاں سے آیا ہے تو غنیۃ الطالبین کا مطالعہ فرمائیں۔

یا حیات النبی بده توفیق — بر مطیع توشہ حیات رفیق
چہ عجب اینکہ زندگانی یافت — دیگرانرا دهد حیات مضیق
محو با حق شود بروح چنین — کہ باجساد هست نال دقیق
درهمہ جا محیط پیر دتو — بعد مُردن چو شمس با توثیق
بررخ اندر خوارق عادات — میکند آنچنانکہ دیدہ صدیق
شاہد ما توئی و شافع ہم — در دو کونین ای رفیق شفیق
ہر کہ خواند بتو درود حضورؐ — بے شک و شبہ ادیرا امنت طریق

جلوہ بنما ز مرحمت بفقیر
تا دهد جاں زیر پائے شفیق

منقبت حضرت پیر پیراں غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

دارم سگ کوئی تو نشاں طوق بگردن !!
ہر صبح و مساء وردِ زباں یا شہہ جیلانؓ
ہر چند کمال بے ادبی سگ گفتنم باشد
شاہی تو نوازی اگرچہ دور ز شاہان
قدم تو براعناق ہمہ شاہاں مقرب
شاہی تو قائم بزماں تا آخر دوران

بدطینت و بدکار و بندہ گار و حقیرم
بخشندہ توئی خلعت ابدال بُد زدان

کردیم گناہاں و رسیدیم بذلت
دستگیر توئی دست بگیر ای شاہ یزدان

از درگہت کے دور شوم دور مشو از من !
داماں تو در دست من و دست بداماں

گفتی نو قدم یازدہ کش او کردہ بہ بغداد
ہر چند بو ند مشکلا تنت حل کنم در آن ! !

گریاں و دوان آمدہ سوی تو این عاصی
الامن و امان از شر شیطان و بدخواہاں

برخاک درت اہل کرم سر بسجود ند
فریاد شنو شیئاً لِلّٰہ ای شاہِ کریماں

دل تنگ شدم از تنگی و دل بستہ ام در تو
آہنگ ہماں زر شود این خاک سیاہاں

گاہے گاہے گر کنی بر ما تو نگاہے
زود تر بکشد او بغنا این فقیر نقیران !

منقبت دوم

بیک نکہت سُوم آزاد آلام دپریشانی
تو مولائی ملاذی دستگیر ای شاہِ جیلانی

سیہ شد نامہ ام بخت سیاہم کرد واژونی
نہ بازو یت بود تنویر ای محبوب سُبحانی

ابا عن جد بگوشم حلقہ ات ہم خط پیشانی
مرید شاہِ جیلان را نصیب آں نور یزدانی

سگ کوہت کنم نسبت بخود گرانیست نادانی
سگ شہر الشیران جہاں توقیر سُلطانی

اسیر از مکر روباہان شدم در دامِ شیطانی
ز لطف خود کشا از پاز نجیر ای غوث صمدانی

چہ گویم خرق عادتہا چناں کردی کہ لاثانی
بود ذرہ مسیحائی دا ز تاثیر نسیانی

اگر از بادہ عشق حقیقی جام نوشانی
بود جانان را جانم سر یرای قطب ربانی

بیکدم میدہی شاہا شہنشاہی گدائے را
بصد امید آمد ایں فقیر ای ظلِ رحمانی

— مخمس —

سرِ حق جذبات پیدا کرد اندر شش جهات　　یکدگر از جذبه‌ها بر جای خود گردد ثبات
چار سو آهن ربا گیرد معلق آهنی　　ما از انجم زمین از ماه اندر کائنات
بید لانرا بس ظلال جذبه اهل کمال

وای بر آنکس که یار خود نشد او را شناخت　　دشمنی پندارد میگریزد جان گداخت
ز آن شده فرعونیان را خون رخ آن آب نیل　　خود کنی با یار ضد چون ها را آرد بر تو تاخت
شادیست اندر ملال اندهی در ابتهال

تخم گل موجود ماند برگ گل گر میرود　　سال دوم جامه نو بهر خود پیدا کند
آمد و رفتش همینانی باقی است و باقی است　　اصل هر معنی تلفظ نو بنو پیدا کند
عشق در دفع ملال حسن با نو خط و خال

جذبهٔ فر اندرونت خسروی صید شود　　همچو شیرین ناگهان فرهاد در قیدت شود
جوی شیر آرد به پیشت ترسد نی از بُعد راه　　شکوه کندن چیست زو چون نید امید شود
دل بدست آر از ملال پس همه بر تو حلال

خوف غم کرده بغمهای و بلاهایت اسیر　　نیست پروای خدا، ادریا بابانی بمیسر
باش دریک غم همه بگذار دل با هوش دار　　هر چه خواهی یابی اما در ندم مر لحظه میم
خوبیت شیرین خال بد بود لاف محال

گر خبر خواهی ز استقبال از ناکس مپرس   وز نجوم و رمل آید و سوی بر دل مپرس
از وصال دل شود حل مشکلِ دنیا و دین   یا ز دلدار بپرس یا کن بهل طبع و مپرس
خاک گیر در رنگ لال از حرفت دکاره کلال

حسن مامنی گر کند مستقبلت را دستی   خسته را پرورش کن تا بیابی صحتی
خرج گر در بد کنی آرد زوالت هم وبال   دل شکسته آدمی را کن طلب کن شفقتی
مانده گنده شد زلال علت ارد لا محال

آن یکی جویای عاقل بود در شهر مشهوری   وان دگر گفتش که عاقل نیست در این کشوری
لیک یک عاقل درین شهر است گر مجنون نما   نام او بهلول شاه زیرکان و شاه پری
زنده دل دیوانه حال کی بجز صدق مقال

گفت یک کوری دو کورم الامان اهل زمان   زشت او آزم و کورم رحم هم خواهم دوگان
رحم مرحم شد دو تا بر او کسی کو کور دل   این سه کوری چه باشد نا اجابت زشت دل
لو البشر با پر و بال لو خلاف اندر وبال

پرورد دهقان کرم پیله را از برگ توت   تا قوی جثه شود غره و تیتش آید ز قوت
میکشد غرویت از مستی خود بر خود تنند   غنچه ابریشمش گوید بجش خط الموت
شد ز مستی پست حال بهر دهقان بد مثال

میخورد آهو گیاهی از بیابانها دور   در بدر از بهر روزی روز شب سال و شهور
خون از سوز جگر میکرد جمع و نافه شد   بهر او بد مرگ ده بهر دیگری قوت دم و در
بخل آید جمع مال برد گر مرقش حلال

از دل بحر محیط آه با تموز آفتاب
می بر آید تا ببالا می رود هر جا سحاب

در جهان گلهای گوناگون شگفته سبزه زار
فرحت و برد و ثمر در خطهٔ کشمیر یاب

از یکی آید سلال دیگری را انتساب

ضد اصل خویش تخمیر جهان فانی است
دو برادر یکدگر با هم عدو جانی است

روغن از امداد آب مخلوق خصمش هم همان
بین بوقت سوختن گویی که دو افغانی است

رنگ در جنگ و جدال بی رنگ عین اعتدال

محفلی روشن شود چون شمع بر دل شعله زد
بوم در ظلمت دود دور اند دشمن شمع صد

در صدف در گنج در ویرانه نور اندر شب است
هر که در ظلمت دود دریا بد حیاتی تا ابد

زلف پر پیچیش وصال شمع آرد از ضلال

شمس پخته میکند لیکن بسوزاند بسی
دیدنش مشکل اگر بی رابطه بیند کسی

ماه فرحت بخشد اما جزر و مدش را بیاب
سیم روی آنکس ز نورش شد بحر احوال کسی

میم ما اصل وصال نون من زان در مجال

رهنمایان زمان در سعی آزادی وطن
در سخن سیر چمن مقصد ز آهوی ختن

چون گرفتن از کمان بردند نافه در بغل
کی شده اهل وطن خوش گه بسر گین سوختن

خوش دهی شیرین مقال دام او چون پیر زال

پادشاهی بود بهر انتظام شهر و ده
تا که یکسان شاد و خندان خلق باشند که و مه

پادشاهان مست مال و حال خوان گسترده اند
بهر اهل خود برای خلق کلب کلب ده

مال از بهر عیال باقیان قربان مال

تاجران و اہل دولت روز افزون میکنند — قیمت اشیا گرانی غلّہ بر ہر مستمند
ہر بلا و رنج بر سر مفلسان را ای خدا — اوّل از تو بود سوز جان نشانہا ہمچو لپسند
چشم بد را انخلال در دادہ بے قیل و قال

ای غنی از غیرت دیگر در کلام این فقیر — از عداوت و غضب مشمار تو این را حقیر
زود یابی حاجت ای محتاج کن ثابت قدم — آنچہ کرد انسان و پیش آید بما را یاد گیر
پاک دارد ذوالجلال از بدیہا فر زگال

محمود بہ وزیر گفت گوہر بشکن — نہ شکست وزیر چرا کہ این دُرّ عدن
چون نزد ایاز رسید فوراً بشکست — امر شہا بہاست از لعل یمن
آموز از خلیل تو قربانی جلیل

فطرت از تبدیل کردن مشکل است ہم مزاج — ہر دل خود بین کہ صد چندان قوی فوق المزاج
جدّ و جہدہا میکند صد ناقہ فی سمّ الخیاط — شرط جہدہا بجدّ با اہل دلے کو اندراج
آب از تاب اتصال با ہوا یابد کمال

مال دنیا مانعت برکام دل باشد فرور — ہمچنین دان فقر و فاقے کے کند زہر زعبور
درمیانہ را طلب یا رب فی الدنیا حسن — سرمہ اسود بکش در چشم یابی کوہ نور
مہ مثالت بے مثال در مثال آید محال

نزد مردان سخت آسان مشکلات این جہان — کارہا ممکن ز نامردان ناممکن بدان
جہدہا بے اوستاد عین احمقی و گمراہی است — بے عمل تقلید ناکامی است اندر ہر دو جہان
بر زنان غالب رجال ہم محنت پائمال

فہم ما شد مرغ در رنگین خیالی از سرم
پخته کے شد یک عجب یدِ گردون کجر بر سرم

از عدم آمد وجودم پیک آں ہم در کمین
ایں ہوسہا دیگری پرداز و من در عدم

ہم خستی از ستم خیال در دہر آخر خورد زال

ہستی ما رو بہ پستی ماند ہر دم در زماں
ایں ندانم کہ فخر و عجیب بلا ست یا نہ جاں

عقد دُر ہائی دہن بگستہ چندی ریخت ہم
مو سفیدم شکر از دوراں مستی شد اماں

ہر کفن خونم بمال کایں شہید لیست حال

ای صبا ایں آرزو در ہر رگم ہر دم جہد
خاک نعلہا را بہ عالم بہرایں دل مے تپد

بخت من یاور شد اکنوں بر او گو السلام
او طلب از خاک تو بوئی کند تا جاں دہد

صلّ علیک و آلِ بردرش گو ونبال

مرحبا باد صبا تو بیک خوشبوئی برو
چوں تو آئی در لحد باشم بگو پیغام نو

خیزم و شنوم چوں صحیفہ کیف گیرم مدِ قرار
ایں قلم کاغذ گواہ عندِ ملیکم جا شنو

خود بگوید لایزال شاد باش ای نیک فال

ہستیم موصوف کرمنا شد از فیض ازل
بر زمیں پروانہ نائب منا یم در بغل

ہمچو طفلاں شعل من بابِ آب و گل بدِ امتحان
بے ادب بر لعل گل آلود و گم شد در وحل

ہر امینی لا ابال خائناں یا صد ضلال

تا صدف بستہ دہی دُر دُر تا بہ میشود
گنج محفوظ از فتن تا دہ خرابہ مے بود

در قفس بیکار تا ایں مرغ دل افسردہ است
او شود پراں جو قوتش از قرابہ مے بود

از عنا تا ہفت سال باغ آرد نونہال

مار را زہر است در تن در درون تریاق ہست — در جوار بیش جدوار مخلص آفاق ہست
مار پر دم ہر کہ شد تریاق ضایع کرد او — کور کن مار از زہر دحاملت تریاق ہست
اسم حق دل را مجال جسم مار زہر ہلال

کار کن از بردباری اضطراب آرد خلل — اتفاقی کار رحمان دان شتاب اندر علل
پختہ چون زمان خود خود بر تہ گا فید لو ست — ہر نبی کم از جہل کے شد نبی اکمل اجل
پشم میشی بعد سال جامۂ صوفی خیال

اندرس دار المحن ہر چند از ریب المنون — بر دل ہر کس غبار عسر و حزن از حد برون
غم مخور با صبر در عفو گناہ کوشان باش — وعدہ منال بعد عسر یسر دو چند و فزون
رنج را بے قیل و قال گنج حاصل لا محال

جاہل و بدخلق را دیدم شرار سخت و دو چند — وجہ آن دل رنجہ خستہ دلان ار جمند
بد زبانی سخت ناکامی است از ہر جرم بد — یاد گیری کاظمین الغیظ را ای ہوشمند
خوی خوب ای خوش خصال آرد ت خوی خصال

پیش خوبان جہان زیبا است اہل را نیاز — نز خوبان ازل با صد ادب دل اندر جیب نیاز
سر چنون از دیدہ خون دل اضطراب اندر بیار — پیش آن خوبی کہ این خوبان نیاز اندر نیاز
در یمین و در یسار پیش و پس و جہ جلال

دختر از محفل اندر بکرم سخنم لطف دہ — بے فریسم کا این ابیات اشعار را در نزد مہ
حال چنین دارد کہ چون طیار پروازی کند — مستی آرد بر سر و پایش ہمہ مخمور بہ
رنج کش با قند شال قدر دان صاحب دو شال

هر کرا مد جبین کج در جهان راست شد   در گرانی قیمت بیش قدر او چون ماست شد
رهبری گر راه بنماید و راه گم می شود   جهد اوی بی سود ماند دان فراست کاست شد

از قضا آگه تا ل مال عقل برو شد وبال

نازنینی را که یاور بخت پیش از زاده است   کاملی را هر حفظش بر درش استاده است
در زمان صدر الصدور راست پیش او سر خم همه   از جفا هر کس بر او بد بر او افتاده است

یکطرف مجبور حال یکطرف مختار قال۔

نازنینی را چو او باری رسد از انقلاب   فاحشان تیره بخت صد عجب شمرندش خراب
این عجب که نکته ها گو شد از حیض الرجال   فرحتی یابند گویا او با ایشان هم رکاب

حیرتم در پا عقال دور یار بدسگال

گر شود دنیای دون یارت تو بیزار خسته شو   بر گریزد از تو او با ذات حق البته شو
با نیاز و با تضرع باش و دل رنجی مکن   از همه خود را بدان احقر بدل اشکسته شو

دست عزن مهر سوال آردت رنج و ملال

از کسی کز داشتم امید وسته باب شد   با تحمل چون نشستم شده و مدد اب شد
از همه طاعت افضل نزد هر عاقل جنین   خسته را دل انوازی فتح الباب شد

نزد کس هرگز منال به بحق در شب وصال

با دل خود باش دایم چون دلیران ای فقیر   بر در شغر نده قایم همچو شیران ای فقیر
رستگار از خستگان هم دولت و نان شدی   باده نوشی کنی ملایم همچو رندان ای فقیر

جمع کن سالم خیال با حضور ذوالجلال

یار باور چوں تو خواہی گویمت گر بشنوی ‎ ‎ ‎ اندر آمد مثنوئی مولوئی معنوی
با صداقت غمگساری کس ندیدم در زماں ‎ ‎ ‎ جز رفیق غارتگری و جملہ اورا دیدمی
شیخ رو شیریں مقال و نہاں بدخیال

سہ بیتی

طفل بیوہ با وجود شیوۂ پدر شد بلند ‎ ‎ ‎ حاکم باطل معیشت حاکم باطل شد است
چوں فرنگی دور دبناہست در سگ پروری ‎ ‎ ‎ یک شی گر ایچنیں است شی باطل شد است
کار اندر دست او داد ست کار باطلاں ‎ ‎ ‎ باطل از باطل بر آید راست کے باطل شد است

((مثمن))

از روی تو تابنده ماه چون کعبه آن جاپناه — گردم بگرد دش سال و ماه
بر کعبهٔ بایت من چو کاه خیزان و افتانم براه — در روز و شب با درد و آه
گویم کنی گر یک نگاه — ہدر قش کنم ایں جان و تن

زلف است ابر رویت نقاب — ابر سیہ بر آفتاب — زیں است باران بے حساب
زاں صد بلائی من ای صنم پا بر رکاب — بر آب چون جام حباب
بہر بلایت با صواب — قربان دل و جاں ہم وطن

از ابر آں مہ پردہ پوش — بار دازاں باران بجوش — دریا و جو ہا در خروش
مخمور و اللیل بادہ نوش — از عکس مہ رفتہ زہوش — ما بر بساط خضر پوش
گلہای رنگین دوش دوش — بوی یمن اندر چمن

خالی جبینت دانہ دار — زنجیر ہائے باغ زار — بر گنج حسنت نقش مار
ماؤف جانہا صد ہزار — با حجر اسود بر شمار — در کعبہ بگرفتہ قرار
گردند گرد دش جان نثار — بوسہ کنندش از دہن

لعل لبست بر جام جام — در جام بادہ سرخ فام — زبادہ ات شیرین کام
با کام زآنت خاص و عام — رطب اللساں در ہر مقام — جاں انام خوش کلام
تا دہر بود ہر مشام — در نرخ کہن تازہ سخن

سرو از قدت شد پابگل ۔ وز دست جودت منفعل ۔ دستش تهی مخزون دل
خم پشت شد سر مضمحل ۔ شمع از رخت دارد خجل ۔ با چشم تر آتش بدل
با چند وصفت مشتعل ۔ زان سوخت او رلجان و تن

از حسن تو اندر فضا ۔ دارد ترنم جابجا ۔ مزمار و سنطور و نوا
از تار جاں گوید ۔ صد مرحبا صد مرحبا ۔ برد خمه و دست شما
شنو نزدادر چشمها تصویر مطرب از لحن

اندر جہاں آزری ۔ شور یست برپا ای پری ۔ دیدند آنها سرسری دیر چشم تو جادو گری
افتند و گفتند برتری ۔ ای سامری ای سامری ۔ در آرزوی چاکری ہاروت و ماروت بهر فن

یک موی تو هر خوبرو ۔ گشتم اسیرت مو بمو ۔ در عشق تو من کو بکو
گشتم شنیدم سو بسو ۔ می نوش کن مستی بجو ۔ اندر سبو اندر سبو
از چه فقیرا ماہر و ۔ در دلو آید از رسن

غزل

مردم از دم دلا یکدم اگرچه غم بود چه غم
بود غمخوار تو چوں دم نیرزد دو جهاں یکدم

بیا ساقی بده جامم بره انداز مخمورم
گذر باید طبیبم گر بگویم مست و رنجورم

دو دام تو کمر بندم چه شد زنجیر پا گر هم
بدانه چوں نظر کردم ز جاں و دل شدم سر خم

زخال اسود است دانم میان کعبه مے مانم
بلب چوں دانه مے بوسم چو کعبه گرد او گردم

سر زلف تو خم در خم بدست و پا نخود هیچم
رسد ایں مردم چشم بجائے میشود پر نم

بر نے چوں و او نائی دم فغاں پیدا در عالم است
ازاں دل را بلی هر دم بجنبانید زیر و بم

بذکر او چو در ذکرم سار ارشن تنگ فکرم
چناں سودا است در دستم که در میزان زر قلبم

قدم چوں در حرم بردم ز سر در پای جان افتم
نه ماند ایں ننگ و ناموسم آں آواز زیر و بم

وصالش آرزو کردم چوں باد و برق در پویم
قضا در شکل نگینم سدره گشت و مهجورم

حرامم مے شود خوابم چو آید در برم کامم
و گر ناید شکر کامم ز می کس نه مستی افزونم

طلبان در راه چوں مرغ نه ازاں نیم بسمل کم
بپائے آن مسیحا دم نهم سر چو نکه برخیزم

نفخت روحی در آدم حدیثی را قدم محرم
نگهداری فقر ادم دمی باشد شوی محرم

غزل

آرزوی دولت دیرینه دارم ای صنم
روی تو سوی حرم من کے به بتخانه زدم

مطرب و می و شمع در محفلت بودند جمع
یدا ازاں مخمور رویت عکس رویت بر زدم

مست همه در ظلمت شب من بمنزل کی یاب
چوں پریشان بود زلفت دیر زلفت زدم

آهوی را صید کردی مشک بردی در بغل
در سرم غلیان سودا راه در صحرا زدم

از کرم دل داده بودی بردی از غارتگری   باد در کف ره نوردی میکنم درد سرم
گاه جلوه میدهی گاهی بخلوت میروی   دشنهٔ هم کاری زنی یا شی نمک بر جگر خستم
برچنین سودا خریدارم مگر عمرم تمام   اندها هم نازنت نماند چون روم سوی عدم
بر مزار ما فقیران گر گذر یاد آیدت   جلوه ات جانم دهد خیزم بپایت سر نهم

در جستجوی دل چو دل او لام پشتم خم   در بیکسی و چارم او همون من پیر غم گشتم
دو حرف کج چون جسم ما بر دل گرانبار است   از حد برونش راستی پیدا است از آن غم
در بحر محیطی چو من انداختم زورق   وا کرده نظر گشته خجل چشم را بستم
وان مور ضعیف با سلیمان نسبتے دارد   نرسید بر تختش ولے دریای او چون جسم
هر چند پئے آهوی چین طے کرده منازل   رم میکند بر گشته بینم هم قدم دررم
در دور پس این یک سخن خاطر پسند آمد   از رنج گلو مطرب با این جان و تن خرم
این مار منقش چه پسند است هوس را   او اختلاطش میکند چون دے سپارد سیم
بر درد شهیدان شهید است نوش شفا بخش   از جمع جوهر بخل پرس خورد سم غم
هر چند در شیر قوت ایدان اطفال است   صد طالم بر مادرش وان در تولدم
خاری که باگل پاسبانی میکند ورنه   منقار هر زاغی رساندش جور و ستم
مشکل فقیر انراست بار فقرای زاهد   خوب است نے چون دولتیان اسپ فقیرم
ترویج میسر بدل از جهد کن هر آن   گر گرد بادی میل فرهنگ بود شیطان
مشکل نماند چون تو مشکل خود نکو کردی   داری تمام اجزا تو ای انسان کن آسان

قاضی ازل خط جبین پیش زادن مسن — بنوشت اگر نیست جفا فطرتم میدان
دستم بدعا نیست بشیشه نان مالیدن — خود کرده را تبدیل کردن خود بود درمان
ظلمت بنماید ز آفتاب چرخ چهارم — از خاک تیره خیزد این تاریکی در آوان
سنگ قناعت بر شکم بستن از آن بهتر — سائل شدن بهر پنیر از دولت دونان
در کار بوده نان جو خوردن ازین خوبتر است — امید مرده ریگ و سر خم پیش تو خیزان
چون نور نظر جای عیسی را پسندیدم — در باغ سلیمان ز جهان آرمیدم جان
از جور فلک شدم رنجیده دل آید دستت — اندر نظر دارم که مجرم را بسیجن امان
هر چند گشاده دست ماندم از تهیدستی — مرهون منت دولتیان نیستم بر خوان
از پی قمری درخت چنار است گشاده — در زیر سایهٔ زرش وقت بالیستا همه خانان
از دور انجم ماهی زمینده نازیب است — لا علم اکنون عظمت دیرینهٔ ایران
نامم فقیر از دل غنی از بادهٔ هستی — چون نیست گشتم چوب گل خوردم ز محبوبان

همچو دانه بخاک پستی رو — سر بلندی کنی بهستی نو
تا نه کشتت کنده زمینداری — در گو فقیر خاک خود تو مرو
او سقائی کند ز آب ربیع — شوی چیپان بیار خود چون خو
ز اعتدال بهار و تابش شمع — وز دم خضر وقت اخضر شو
کرمعینت شود هوای بهار — تا کنی سیر در فضائی جو
دانه چون پخته شد خزانی یافت — جمع خرمن کنند بعد درو
نور افزون جسم و جان جهان — کامرانی بخون اوست گرد

اسپ ازکاہ ودانہ فربہ دار　　تا تبایی لسوی کام چلو
زایدت ازلذات آتش شور　　خوش لقا میشوی ز دانہ جو
باد لغت بہ ناطقہ قاصد　　تحفہ بفریس یا ہو اللہ رو
چند روزی بکار تو ارکانِ　　دان ابد را فقر نکنی سہو

غزل

برزع و تجارت ز اول رواج　　کہ شاہان ستانند باج و خراج
ہر آنکو پلاسی ز افلاس یافت　　برو گشت تقسیم کاج و خراج
بہمدردیٔ مفلساں دولتی　　بعقبیٰ ست ہم صاحب فخر و تاج
فراخی است در دست وسعت بدل　　بگویند ہر جا کش نیکو مزاج
گر آزاد ز آفات خود بینی است　　فروزندہ در راہ خلقاں سراج
صحیح است گو گویمش نام سعد　　ہما ناہمارا باو ازدواج
رود مفلسی کش چو عقل داند　　بہ بیش حکیمی ز بہر علاج
چو جوئندہ طالب باکمل شود　　کند رہبرش در سخن اندماج
بجہد و ریاضت شود بالیقین　　دل آگاہ و در اغنیا اندراج
بمنہاج صدق و ارادت گذر　　کند در شب داج باشد ولاج
بمعراج دل مطمئن شد بلے　　بود نزد بانش ز بلور و عاج

خلاصی ز افلاس یابد تمام　　بشاهان دوران بود دُرّ تاج
زر و باه مکار ترسنده باش　　فقیرا خصوصا درین کامراج

اختلاط زنگها پیدا کند رنگ دگر　　چون زمین بر ماه آید میکند شش دی لوشرح
عکس شمسی مغربی و ز شرق باران هیں　　مینماید در نظر بشکل عجیب قوس قزح
ماه در عقرب چو باشد مانع است بهر کار نیک　　گر کند کاری کسی بیشک بود مثل مزح
شعبذ سیماب را بین زیر آن کوه سیام　　ماه نخشب نام مشهور آن کننده صهدگرح
خوب سوزی و ترنم های خوش یابی اگر　　مختلف مقدار آبی را　فشانی در قدح
ور نه کمی گوگرد احمر را بسیماب سفید　　امتزاج نیک یابی زر قابل‌تر بمدح
نور خود را چون بیانیری بنور دیگری　　صاف موجودات بنماید بدل آیدم ح
جمع آید چون خیال تو بد خیال　　رستی باشد بهر پهلو دمر هم بر جرح
از دو رنگی حاصل آید رنگ یکرنگی فقر　　وحدت اندر کثرت است و فهم کن وضع و طرح

بے نقطہ غزل

سرود سرو سہی را سرود دارد رواح
سماع موسم گل طہور ماہ و مراح
مو سود رسد سرائی سر آمدی کردم
مدار مردم او سرد مہر در سر اللاح
مراد حاکم و محکوم عدل و مہر و کرم
رواح کرد عمل گر درد کہ رمی و سلاح
مراد حس و حواس حاس دل کہ اصول
کہ آرد سر اسود کہ ہم سمک دہد اصلاح
حلول حرص و طمع ہر کہ را ملول و ملال
مآل مال درائد و گم کرد سمع و صلاح
کہول سر کرد مدد دو ماکول
کہ معدہ رامح و حلوا و اکل ما ہمہ املاح
سوای آکل و ماکول ہر کہ در ہوا سموم
ہمہ کہ محو اسم ہو اللہ مرد صلاح
اگر حسد و مہر ہموم ملول دارد دل
کہ لمع ماہ مساعد دہد کلل در راح

طئی مراحل کہ آرد کہ کملک او مساح
فقیر مسلک حامی مدام راہ مدہ

چار جوی روی خود را بین که دارد هفت شاخ		همچنان در خلد دارد چار جوی بس فراخ
از فراضیهای آن جو قطره مانند این بحور		شرح یک جوی کنم انموذجی ای ذی سوکرخ
لولوی لالای براقی برآید از یکی		هم از و مرجان آتش گون همیشه چار شاخ
انطفا یابد ز بر دشش گرمی سوزان تو		گر بود در طبع خود از روی تو اندر مناخ
در هوای گرم تو آتش برافروزد دو را		همچو فرعونی بسوزد چار ارکانیت لاخ
همچو مه در آب روی خود بنه بین با هوش کل		هفت گردون هفت اقلیم رو نماید از ملاخ
چون روی از هفت گردون در محیطی منزلی		راه معراج است غیر از نردبان شاخ شاخ
منبع این چار جو یابی از آن آن بحر محیط		بشنوی ای در یکتا تا سوای این صماخ
و اندر آن ظلمت برآید شمس تابان از افق		تا نه پنداری تو جسم خویش را چون دیولاخ
آب حیوان است اینجا چون روی یابی ضرور		چون قلندر چار ضربی رو بدل و سنگلاخ

چهار مرغان خلیلی گر کشتی چون پیش از این
همچون حلاجی تو باشی مهر جسم خود سلاخ

پیر گشتی لاجرم گوی خوار تنها فقیر
تو چه دانی این منازل خود بجامی درلاخ

در تعریف رسالهٔ گلریزهٔ بزم ادب

ظلمت شب از ضیاء صبح دامنگیر شد
وز صبوحی بر گلستان آسمان نم ریز شد

در گلستان عندلیبان نغمه ها پرداز هستند
گل ز دل شد زر فشان و گلستان گلریز شد

از جناب دل زبان عاشقان شد در نوا
خامهٔ بزم ادب بر نامه سنبل بیز شد

روی گل جان ادیبان خوی گل گل انگبین
بوی هر گل روح پرور سوز بلبل تیز شد

دردمندانرا دوا گلقند و دل در فرح و شرح
خسته جانرا از پیامش باده لبریز شد

گلعذار و گلرخانرا عطر ریزی رواست
ساقی کوثر لب ساغر گل و مل آمیز شد

خمر از انگور خلد و حسن عاشق پرخمار
چشم بسته بر رخ حوران رخش زر خیز شد

هر گلی را رنگ و بو هر بلبلی را سوز و درد
هر فقیر از فقر آن فخر رسل لبریز شد

گشته معین همه را کار خود — کرد قلمند قضا تا ابد
سعد سعیدان قبل از زادن است — خط جبین اشقیا را همچو مد
کار جهان است معماء قوی — مختلط است قهر و کرم نیک و بد
دل ز رخ لطف و کرم خوش ولیک — واصلے را قهر و نظمہ کرد رد
زلف اگرچه شد زنجیر پا — راه نماید بسر سرو قد
در غم و اندوه خوشی مضمر است — در طرب و عیش تری سخت بد
کار جهان است بخورشید راست — ظلمت شب سر نهان وا کند
بوم شده واقف اسرار شب — زان نظر انداز ظلمت شود
تارک دنیا و از و چشم پوش — مائل ویرانه که گنجش بود
غافل دوند بر و طعنه زن — او بمی گنج مست رشد
گنج بویرانه همه مخفیند — نهر کسے پشت بدینا کند
گنج نهان در همه ویرانه ها — بر همه محتاج همان دست بد

خاص خدا بر همه شب پا بیدار۔ اهل دل مست بخواب همچو در۔ در دل شب نور دل دو جهان چشم که شب خیر رها زر و زید۔ می طلبی چشم و نظر ای فقیر۔ ظلمت شب میدهد طول ید

غزل

بس مجل گرد حریص از طمع خام
گرچہ در قرب شہاں باشد اخاذ

در تلمذ از عیذی و نبیذ
نیست سودے جز کہ راکب بر فخاذ

دوستی با ناکساں خصم خودی
کے بہ نزد نیک طبعانت معاذ

چون بہ یار بد روی مارت گود
بندہ عبدی شوی یابی عیاذ

بندہ باشی بندگان خاص را
سرور آں بندگان باشد لیاذ

خس شوی چون نسیم سیلاب برد
در بود صدر صدف دارد ملاذ

باز زر خالص بہم آمیزہ گشت
ہر کہ در مس ہمچو نوشادر نفاذ

ترک کن ایں باطلان یاز ہو ق
سوی آں بلند انیں اجلواذ

باش تلمیذ تلامیذای فقیر تا ز استادے شوی پیرالتذ اذ

غزل

غنچه آمد در شگفتن از تماشای چمن — یار من بود در چمن با گل و بلبل در خمار
کامرانم در تدابیر قضا خواهند بود — فطرت آدم نظام انجم انجا سود خوار
زر در و ما در اگر از قید و بند شوهر است — نیست آزادی که تنها بی کس و بس بی تبار
روز با عشاق و عشرت طبع کثرت آزما — صیقل فکرت خیال اندر زبرد حدق شمار
شب بخلوت با صنم زلف سیا و آب چشم — بهتر از تخت سلیمان جام جم هم ذو الفقار
کار دنیا انقلاب است و تغیر صبح و شام — خوب آزادی از دل کرد بر آن سوگوار
ضد نمودار است از ضد زان همه اندر ظهور — نیست ضدی با خدا پنهان از آن چو عشق یار
عکس تاب شمس را از روی عالم بین بروز — روی مه در ظلمت شب بی حجابت دلقرار
کشتی طفلان بماند کشتی رستم و سام — نقش روی رستم ار بیند نشیند در مزار
مرحبا بر کودکی در کار ماند مستقیم — یا همای شه بود یا هیچ بود می شب سوار
ما فقیرانیم نی ماریم نی یار کسی — گه سگ لیلا بگو که چون کنار یار غار

رخ در نقاب نازگیسو دو دارم دراز — جادو ست چشم بر ناز باید چنین غماز
افسونها نهانم تعلیم داد جانم — در عالم قدس خوانم باید چنین پرداز
پرورده کرد و گفتار تو ما و من بتو جا — گشتم بسر و بلوا باید چنین ابنار

دل بردو نر درا باخت اندر فراق انداخت — دل از خود به پرداخت باید چنین دمساز
از طنز سینه چاکم وز رنج او چه باکم — افزود اشتیاقم باید چنین طناز
چون یافتم تنزیل از جرم خود ز منزل — داده خلافت دل باید چنین ممتاز
جانگاه را بنمودی داد و مست فرمود — آغاز جلوه بنمود باید چنین آغاز
دیدم بجام عالم دز دید دبو جامم — شد سیر آسمانم باید چنین پرواز
از عشوه آتش افزود دادیم سینه ز سوز — پرواز بی پر آموز باید چنین شهباز
اسباب عالم را کرده خراب و ویران — دستگاه بی سبب داد باید چنین جواز
آموز کسب غواص در بحر شو چو رقاص — در رنج گنج اخلاص باید چنین جانباز
در پیش روی پیر نازم بهتر نیاز است — محمود را چو ایاز باید چنین همراز
شوای فقیر حدادکن آله های فولاد — تیشه بزن بر شداد باید چنین جرح انداز

تجسس لازم آمد تا نباشی صید ابلیس — بسا شیطین آدم رو کنند اندر جهان تدلیس
بدنیا آثار خایان لاف میدارند بی تاسیس — که از من در دغا شیر تر یان خوارند بی تشویش
(مسودہ میں بہ سبب باریکی یہ الفاظ پڑھے نہ جا سکے)
مکن باور بر آن لاقی که وقت جنگ بگریزد — بلاف از سحر بابل مینماید داستان وارسته دنیس
چو صنوس است اپهنانی وسانو سشن بدن آن چو لتس — کسی گوید که ظرطو سم بیجا اندر چون تعریس
مرو با دو بهان و کودکان در جنگ ای حقی — همه را دان مخنثها و زنها گرچه چون بلقیس

مجو صیدی ز طاؤسان رعنا یا مجو شمشیر   بنازک طبعی دارد تند فخر و ناز ها هم تقدیس

بوقت جنگ جنگی شیر غزال مرد میدان است   بماند سر بکف تا ثابت قدم چشم و نظر تدلیس

تا نسبت یابد با حیدر کرار و یار غار   بوند در جهان اصغر و اکبر معین و انیس

سزد حمد و ثنا کردن چو یابی یار کراری   مظفر هر زمان باشی موثر بر سرت ابر جلیس

کسے کو مبتلا بہ ہوس رہتا سا سینہ ز آتش کا لوس   ز ضعف همت از نبت بلغزای جرم هم تلبیس

بذکر و فکر فن آموز چون شیر نیستان باش   فقیرا بهر جبر جیسے نفائس تحفه ها نفریس

غزل

دید را بینا کنم از راه گوش   فکر را پا پر کنم از راه هوش

بے توقف دارم آواز دراز   مست مے باشم بهر دم یاد نوش

از شنیدن گشته ام ممنون سمع   بر دلم افتد از آن صد ها خروش

معنئ از صورتش ادراک یافت   در نظر باشد ز عکس آن نقوش

زندگی دارد جهان را از خیال   قوّت کامل درو باشد خموش

زان محرک ها مئے تحت الثرا   از خیال اندک ای ذی فهم هوش

لرزه اندام ارضی را دهد   راز های بسته را آرد بجوش

شتر زادن رنج تا ماه نهم   در ظهور آید جنین پرده پوش

شتر گنج است رنج هم افزون بار   هر که جوید یابد اما بجهد و کوش

شک بود مائل بالکار و جہد   ظن با قرار است غالب دار گوش
چوں یقین پختہ بر روح و تنت   منزند برّ اندش ہمچوں سروش
نے تصوّر بلکہ در اثبات داں   زیں جہاں باشی جدا و سبکدوش
کار کن آلات حسّیت کوفت شد   بایقیں شیدا شدی حلقہ بگوش
شرط قوت خدمت لاغر بود   نے چو گربہ در پئے بیچارہ موش
ہر چہ خواہی از یقیں یابی فقیر   حال گیر و ترک کن فردا و دوش

غزل

فیض یابی ز پیروی خواص   باش حافظ لسورۂ اخلاص
ربط کی با کسے او مرصوص   گر تو خواہی بناء خود ز رصاص
چوں عمل نیست نیاز آور   او غنی است از عوام و خواص
خوب و زیبا نیاز بہر حصص   پیش معشوق مو درا ز ور قصاص
واں نیاز است سیّد الاعمال   پیش آں نازنیں خاص الخاص
در قرآں بیں تو آیۂ منصوص   بر غضب ہست سبقت اخلاص
بر در مخلصی نشیں بخلوص   یابی ز آفات و رنج و غصہ خلاص
بر شبابی خود شوی چو حریص   در جہاں باش پس چو عمر خاص
طے اگر میکنی منازل عوص   زندہ خواہی شدن چو عمر عاص

آرزو در دل تو هست محیص — چون ابو حفص باش پیر و خاص
بر عیال الله باش تو مخلص — عوض جهد میدهند دلاص
همه انگشتری را چو فصوص — باشی باالله در همه اشخاص
بسر خود تراست سبد قرص — در بدر میکنی طلب اقراص
کحل شو بهر عمش و مرض چشم — مجتنب از حموضت و اجاص
بی هنر بهر زمان در تنقیص — مالک گنج گوهر است غواص
باش ترسنده چون بگیرد حق — بنودت آن زمان حین مناص
قاتلان و لصوص را است قرص — از همه عادلان بهر قصاص
نرم شو ترک کن نفیر عصص — حسن یابی شوی ز قبح خلاص

غزل

غافلا معذوری از مسیم بیاض — ورنه عیانست آیات فیاض
این غرضها و عوارض در عرض — خود رحیض است جوهر از همه فیاض
از تمارض داحضی و خشافضی — این غموض تو بداند آن نباض
بهر تحریض و تنافض های ما — بست بی رنگی بالوان و بیاض
در تباغض موسئی با موسئی — رب گو فرعون شب روز انتقاص
چو به بیرنگی رود این رنگها — آشتی و صلحها در انتهاض

موسی و فرعون در یک روض حقض — دان تناقص ختم شد هم انقراض
این عجب پیدا ز بی رنگی است رنگ — پس چرا در جنگ و با هم اعتراض
حل کنم این عقد کن خوض عمیق — ز آب افسرده روغن آید در حیاض
عاقبت این هر دو را افسرد و بغض — در خروش و نا فقند و انقراض
یا نه جنگ است و غموض حکمت است — یا سپانی خار با نگما در ریاض
یا نه این است و نه آن پس حیرت است — باز آزین نکته ای دشت بیاض
اندرون نار بعضی منبسط — بعض را در بوستان نہا انقباض
نفس توسن عقل بر آن رائض است — روز و شب با یکدگر در انتقاض
(مسودہ میں بہ سبب باریکی یہ الفاظ پڑھنے سے رہ گئے)
حوض ترسا را غضب پر ساختند — گر نوشد کس فقیرا ده صماض

غزل

خاک را بر هفت گردون میبرد سودای عشق — در ظهور آید رخ مستور کی بے ارتباط
بر همه اشکال قادر میشود چون قدسیان — هر فنی را نزد شه در شکل ما حاصل نشاط
من چه گویم طاقت ارواح علوی از زبان — چون بحبل عشق خود را ربط کرده چون رباط
گر دلیل آب در صحرا است آواز قطا — لامکان بے نشان دارد ره هادی صراط
هر جمله را عجب هست کردار جمال — عشق پیچان زان بود هر یک جمیلی را مناط
هر که در اندوه غم انداخت خود را بهر یار — مطمئن باشد از و آخر زلوز انبساط

شادمانی شد نصیبش دولت پاینده یافت
هر که داند در فنا خود را مسافر در رباط

مدعی بوالهوس دان از شتر مرغی بزاد
میخورد افسوس آخر گر بود زلیص سماط

پیشه ام گر بت پرستی جنتم دارد مقام
در نظر دارم که ممکن میشود سم الخیاط

چیست آن سم الخیاطی پیش این باده خوران
وزن جبریلی بود در بیضه مانند قیراط

باده خور از باده خوران ای فقیر با هوش باش
با دل بیدار بهتر چشم پوشی بر بساط

غزل

بمشکاتیکه نور افروخت الم نشرح لک حفاظ
با خلاصے که مخلص شد لوالیش بر سر حفاظ

چو خاکی روح را صیقل کند بر لوح محفوظش
تط جزاین علوم ما بخواند رو همه الفاظ

کسے کو در غلاظتهای این جسم کثیف افتد
سزد در آتش سوزان که تا صافی شود در اغلاظ

لذا بد میخورد هر کس که اندر راه ناموزون
مریض است ابهر در مالش مهیا کرده اند شواظ

مریضے را که از حکم طبیبے رو بگرداند
دو چنداں در بلا باید ورا گویند نا حفاظ

لئیم است هر که رو گرداں مواعظهای واعظ شد
کرمی جامه بر رنگی چو گاذر شست از اغلاظ

لغوطی از بسوطی هر کرا هر دم چو نر گاوی
سرشتش نطفهٔ ثوری برو ثور سما لفاظ

مرا کر ذ ند حکم کظم غیظ و حفظ ای جاحظ
همان بهتر فقیر اگر ز واعظ مر ترا لحاظ

غزل

بے زباں گوید دل جانانہ شمع
از دل سوزندہ ایں افسانہ شمع

روز اوّل اتفاق شد شبی
بادل فرزانۂ دیوانہ جمع

سوز دِل ہم خاموشی با آبِ چشم
دیدہ ام در خند متش ماندم ۓ طلوع

بُدا باعن جدا اگرچہ ایں صفات
صحبتش افزود نامم نیک طبع

شین صافیم محبت میم دان
عین عین ذات راہ آخر جمع

اولیں بنیاد آب و دانہ ہست
بہر دو زین رو صاف تر از لمع لمع

بعد ازاں گلہا و زنبور عسل
پیرہ جیواں زاں شہم در بزم ورع

سوز آں صاحبدلاں چوں یافتم
آتشی افروختم بر دل ز شمع

ز آفتاب آہ او من ماہ رُخ
گشتہ ام از جذبہ آتش کافور شمع

حُسن اوّل بد تجلو نگاہ خویش
جلوتش از عشق شد بر بام طلع

عشق را بر حُسن خود افروختم
دم فرو بستہ زبانم قلع و قمع

نیست گشتم از وجود ذی فراق
واصلِ اصلم رہا از صرع فرع

چہ عجب گر شمع شُد خود را گداز
نیست محسوسش ہمانا دردِ ضلع

ایں بشر در ضلعہا حاس جان
جاں کندن ہست تن دادن بخلع

در فراقت یار گر سوز و گداز
مات باشی خود تو کن خود را بلع

تخم کشتی در زمین بر پختگی — از درو ختم است حکایتهای زرع

طمع وصل منزلت گرای فقیر — نیست شو از خود خودی کن درع و فزع

باغیکه گلشن گل شده پیدا یافت دران زاغ — هر باغبانی زاغ پرور آخر خورند نشین زاغ

در روز بنو خور شود نگر نره این حشمت — در ظلمت شب نیست مگر همرهت چو چراغ

آیینه بدست آر و پس انگه تو به بین روی — تا محو شوی دیده را ده سرمهٔ مازاغ

در کار جهان باش که روز بینه میسّر — ور جمع زر و سیم به پهلو بودت داغ

خوش باش کم اندوه پراگنده مکن دل — کز طمع اضافه میشودت داغ چو برداغ

رو نقش شو در زیر پای اهل وفائی — بگذار تو لاغ و بسته کمر باشی پای چراغ

در دست مده باوفا بنشین واردات — در دور صبح نیست کسی جز بسوز دداغ

جهدی باید تا بعهدی عهده یابی — گر صورتت علاج باد باغ بلا صباغ

دل صاف کن از منع و ماغ در راغ فقرا — ده آب بہ بی تابیش شگفته شود باغ

غزل

ذلیل گمراہی خود بینی و لاف است — ذلیلی از ندم یافت آلاف

خلیلی را ندم غالب بهر دم است — بود مغلوب کبر و فخر اجلاف

زبد بینی شود مردود بد بین — زبد بینی رسد علت باطراف

دلی کو از ازل گردند صافی — بسی دلها ز رویش صاف و شفاف

نشیند چوں کسے نزدیک آن دل — شود دلدار چو بود قلب او صاف
چوں آئینہ بداں قلب مصفا — خیالات ہمہ دلہاست کشاف
بنہ دستش دار دل پاک از وساوس — شود نامت نکو در جمع اشراف
معینت سالکاں راہ باشند — برافرازی ہمانا نام اسلاف
شوی در زمرہ نیکاں تو مقبول — پس از مردان رسد فیضت باخلاف
خیال بد بر آں آئینہ چوں آہ — رساندم ترا آفات اصناف
کنی تدبیر بر رفع شکایات — کسی نکند وقایت قاف تا قاف
ہمیشہ باش ترسندہ ز دلہا — فقیرا اگر تو خواہی رحم والطاف

وای بر تن پروری رد حشش از وی باید طلاق — حیف آنرا زو رفیق تن بباید سہ طلاق
ابغض الاشیاء عندی الطلاق آید حدیث — از ہمہ باد ابر آں ہر دو خبیثان صد طلاق
رفع غلاظت از مغلظ دان نکاح غیر را — دانشش گفتا کہ دہ چنداں بچشمش شد سماق
نے برای فصل کردن آمد این لفظ کریہہ — ہمچو ظلمت نور را ضد است با لفظ وفاق
نقص عقل و دین زنی را نام او نفس لئیم — با شجاعت مرد آنست کو بدش سر چوں قماق
راحت تن رد شیطان حفظ ایمان جنت دان — وصل دل را او وسیلہ گر ترا دارد مذاق
پرس از مجنون شیدا معنی لیلا کہ چیست — پارہ حسن است عشق انگیز دل دارد وثاق
نور چشمان ہر کسے را نیست مایوس از نظر — با پری پرواز در جہاں کند ما لا یطاق

هر کہ با یارے وفا دارد صفات شد کام او
در بغل دارد دغل آں بیوفا را گشت عاق

فطرت صالح وفا کردن بود با ہر کسے
فطرت طالح دغائے وفائی و نفاق

جنگل و صحرا برا از روباہ و خرس گشت خوار
در نیستاں شیر غرنده که جفت است آیا که طاق

گوش کن آواز شیری ترس ترساں رو بہ پیش
منزل اصلت نیستاں در سرت گر اشتیاق

شاعراں بسیار گودارند و گویندای فیقر
نیست علامہ کسے ہمسر بدن کسے اتفاق

غزل

بیا ای ساقی بے باک در دست تو جام تاک
از و واثر علن جام جم نماید جان ام پاک

ز آب خضر او خضر است ہر رندی و ہر مجنون
ز دست تست ہر انسان کواکب پرور افلاک

ز تاثیر کواکب بر زمین شود لیست در دوران
ز جان ما نجوم کجبر و انزار است شد ادراک

زخمہا پرورش یابد ہمان آبیکہ خضرا نام
دہد زر عاشقاں را خون خمر یند میکند خوراک

قضارا بد غرض خمخانہ را ہبر تو بر سازد
سقا آدم تباک آمد بہانہ گندم غمناک

مکرر قد سیانرا آمدن در جامہ رنگین
فنزا یند مستیٔ اندان سرور کوی تو بر خاک

بذوق تام مے نوشند میخواران زخمہا می
سرم خمخانہ را در سجدہ مئی آلودہ باشد خاک

سرے کز بادہ عشق تو سودائے نیفزود
بود گمراہ در تیہ ضلالت میشود ہلاک

اگر گمراہ صد سالہ بر دلوی ز میخانت
ہما ندم میکند پیراہن ناموس از ہر چاک

من از روز ازل مشکور بیوہ ندم بتو کرد ند
ز دست خوف و امیدت رسد آن می کہ ارسن ک

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا　　گذر از زلف او کردم کنوں طواف خال پاک
فقیرم ترسم از آواز بر درگاہ مخموراں　　کہ شاید عار میدارند از دیدن بریں انہاک

حلقہ ہائے دو چشم ما خوش زنگ　　ہفت گردون ز سبز آں دل تنگ
وسعت آسمانہا شش چنیں　　نیلگوں چرخ در خجالت و تنگ
جام جم را بدیدہ ما دیدم　　شان جم یافتم بغیر درنگ
یافت عمر طویل ز آبش خضر　　چو نظاما تشش آمد با آہنگ
طور موسیٰ بر آں است روشن نور　　مردم مرد مک بزور پلنگ
نور نگہش چو در فرحت بخش　　نار مرجاں اوست ہمچو نہنگ۔
چشم یعقوب گر شد است سفید　　از دو رنگی شد است در یک رنگ
یافت زاں مصر و خوبیش یوسف　　پیر کنعاں را ز دودہ زنگ
شہ پیالاں دور عمرم ہم　　بنمایم نقاشی ار زنگ
دیدہ بکشا تو ای فقیر بدل　　پائے نہ بر رکابہای کرنگ

غزل

گشته‌ام طواف باب خانهٔ عنقا نشان
دهشتم برکت و راحت را بدیدم پایمال

ای خنک آنروز قرآن بود جاری بر زبان
هست با صد فخر و دانش نزد ما حیض الرجال

بوسه دادہ کفم بر چشم خود مالید دوست
چوں بمغزم در رسید تاثیر آں زهر هلال

راز دل با کس نگفتم چشم من شد خوں چکاں
بر حریفاں آشکارا گشت آں صد ملال

دست پرانجم شده بر ناز زلفش چوں زدم
مار بر فن هر رهی را بود و ماندم گنگ و لال

چوں زحق گشتیم و بر آئین شدیم از نفس خود
فارغیم از قهر ابلیس و فسونهای دجال

آهوی چین را تو صیادی بجز سامان فقر
صید گشتی لاجرم بشکسته این بر دیال

غزل فارسی ردیف الف

اندر عقود موجود سخت است ورود ما — چوں در سجود جانم واگشته عقود ما
پرواز خیالاتم در سیر عدم حیران — سرگشته عدم دیدم از بهر وجود ما
خیل تفکرم در صحرائے بے نهایت — در آتش لعل افکند بنمود شهود ما
عنقای طائرم را پرواز بے پری هست — صیاد صید بالا اعلیٰ است حدود ما
در محفلم فروزاں چوں شمع جانگدازاں — پروانه سوزد آئین ورود ما
گر من حواس بندم دم در وفای جاناں — آنست صوم دائم انیست قعود ما
از آں قیود محدود گشتم بهمت پست — ایں هم یقین نیر فزد انجا کیود ما
هر در گه بے نیازی ناز نیاز دارم — کز عفو عفو خواهم انیست درود ما
تا چند باشی ای دون دنیای دون خواهان — بنشین با فقیراں بشنو تو سرود ما

ردیف با

هر چند ز آشوب تو گشتم مرعوب — مشتاق دلم ز حسن منظرات مضروب
بر اهل عرب ز عمر وسی عرب طروب — خلد است بر آنکه همدم اوست یک عروب
ضماز بهر آشفتم فندق بستی — فندق شکسته مست میم تا بغروب
فندق ز تم بلحن خوش بیت وفا — آغاز کنم تا که رها شوم ز حروب
چنگ و رباب شد موافق بد شمناں — بخت پاسهیم قرین و همدم بکروب

از غنچہ جبین تو نیساں بگریہ آب | دُر در صدف و گل بزعفراں خندہ خوب
از خندہ دہنے تو بادی وزید خوش | گل یافت روح آتش و بآتش خروب
ایں چاکریم کہ بجالے آرم | گر تو شمری بعیب کے باشد خوب
آں خستہ دلے کہ اسیر زلفت | ہمسایہ رویت چرا شود مغضوب
کشکول بغل گیر بفقر است ز عشق | از پستہ و بادام تو جوینده لبوب

نگار گلرخ من شکر زباں دارد | ولے ید در دم را گل انگبیں نشده است
بعجز الطف من جبیں چو سرکہ ترش | زمہر گرمی جگرم سکنجبیں نشده است
ز پیچ پیچ دو گیسوش واشنک غریب | ز سنگ سینہ بدل بہ بر زمیں نشده است
بکربلا چو حسین او فتم ز فتنہ او | بہ نوش آب بہ تشنگا حسیں نشده است
زکامرانی من دخل بد در انداخت | ز قہر او سعدیں گہ قریں نشده است
بگفتمش منم آں حلقہ بگوش تو | بگفت در مرا حلقہ زن ہمیں نشده است
بغمزه و عشوه زہر ماب شکر ریخت | چو نہم بسلم و زمیں ہمیں نشده است
بگفتمش کہ حریفاں باده نوش شدند | بگفت فہم ترا گذر بر ایں نشده است
ز عکس چہره خود داد مست پر تو | سزا انجایی کہ او ایں نشده است
زنازنیں چیتاں کہ شیوه ستم است | بہ بیں کہ شاہد مجنوں گہے خزیں نشده است
بگفتمش کہ ز اول چرا تو جلوه دہی | بگفت صغرم بمرغی کہ تمیں نشده است
بگفتمش کہ رقیباں عیوب مے شمرند | بگفت مریض را دوا بجز ہمیں نشده است

بکشتن چہار مرغ خلیلی کوشش　　ہنوز چہار فضائل ترا بکیں نشدہ است

(مسودہ میں باریکی کی وجہ سے یہ الفاظ لکھنے سے رہ گئے)

در تعریف و تاریخ طبی کانفرنس منعقدہ ۱۳۸۰ بمقام سرینگر

معلّمے کہ زوال بماست نشان قرآن است　　جلد بدجامہ قدم را امان و برہان است

حیات و صحت اجسام ز علم ابدان است　　یہ جوفا ز ہر ز قلم و زبان یونان است

با آبیاری بقراط ثبت یافت بلوح　　ز عقل و دانش سقراطیان بآوان است

محمد دولت اسکندری معلم اوّل　　بہ لیست بند قوانین کہ حد انسان است

ظہور داد بلیناس اصول سائنس را　　وصول دست سکندر از آں بدوران است

بزور قوت بازوی بو علی ایندم　　تموز سائنس یورپ چو مہر سرطان است

رواج دار فرنگی بعلم خود در ہند　　لسکہ زر و سیم و رزق شیطان است

بماند یا ورو یار بے بحکمت یونان　　چو مور فتادہ و دور از سلیمان است

ز اتفاق ہمایوں بخت خالد ما　　ہنوز تخت جہانگیر بزور مردان است

بلند کرد علم را چو علم طب قدیم　　با تحاد اطبا کہ فرخ آوان است

برای علّت و امراض ز لطف لطیف　　ز فضل عبد اللطیف بس شفا و درمان است

رئیس جمع اطبا و معین فن شریف　　بعلم و فضل عبد الحمید فخر دوران است

بہ برج باغ سلیمان چو اختران سعید　　پئے قمر ہمہ مہمانان ہمایان است

نداء دور درازی مکلفند بخود —　　بمقصد اعانت ما غریبان است

بجود خالد کشمیر چو خضر آب حیات　　ہنوز شد ایں فن مردہ کہ ظل یزدان است

همیشه زنده بماند است نام عدل و کرم — کریم در صف نیکان بباغ رضوان است
عنایت است زیزدان بما تو سلطانی — به تست عین عنایت که پای چوگان است
بدفع ظلمت ۱۳۵۸ داج آوگو و تاریخ — بلند پایه کشمیر بخلد هم شان است
همه امیر و الطباء بروی او نگران — فقیر چشم به همیت و نخوی تماشاهان است

غزل

بصورت آرم ایدل معنی الفاظ اسرارت — سرشس الله هو باد اخیر گنج کرارت
خمار چهره ات از باده خمخانه رومی — به چو در در سلک مے آرد خیالت نکته کارت
شبے در بحر ظلمات شدن غوطه خورو سکران — بباید جاودانی نور از عمان در یارت
مزیدم جز تو باقی هیچ در فانی سرای دوست — شکن از زلف تو پیچم هما تا شکنم زارت
رسن انداختی حلقم بغیر از زخم مقتولم !!! — نگوید کس ترا قاتل عجب این رمز پندارت
زنار عشق تو خاکسترم اما چنان رماد — به چو پاره زنده ام هم مرهم نیش که از مارت
به پشمین یک (مسودہ میں بسبب باریکی بر الفاظ پڑھنے سے رہ گئے)
منم آسوده در کوی تو رهزن راه زلفته — بره ها نیست کار من همه جا هست چون غارت
فقیر افقر بهتر گو بود یارت دل محزون — ز حزنت سر بسر شادی بر آر در سر بکنارت

همت وجود کار مرداں است — بخل و دون همتی کار اناث
کار نیکاں مراتب است و حدود — شستن لوث از جسد به ثلاث
کار مرداں ز حد چنیں بیرون — نذر صدیق بین تمام اثاث
رائحه میشود فزوں از روح — زائل است از دہاں بسوی کراث
معنیٔ را چو رو نماید خضر — صورت دیگری کند احداث
گشت شیطان خبیث را رہبر — دل بدل کرد فطرت اخباث
ہر که در روح پرور یست فقیر — خود شود غوث بهر خود و غیاث

گر جمع زر و سیم کردی یا هیچ نکردی — ور طمع اقالیم کردی یا هیچ نکردی
دست ورثا صرف کند مال وزرت را — از خود خود را لئیم کردی یا هیچ نکردی
از جاں کندی زخم زدی بر تن نازک — از دست خود خون ریم کردی یا هیچ نکردی
سجاده و تسبیح عقیلند بپایت — ور صوف بر برگلیم کردی یا هیچ نکردی
اشعار ہمه اسرار را تو از پی اظهار — ایں لخت زباں کلیم کردی یا هیچ نکردی
گر تو سحبانی ور تو افلاطون زمانی — فہم و دانش سلیم کردی یا هیچ نکردی
شیادی و شاطر و حریفی و ظریفی — از رو بہی جاں عقیم کردی یا هیچ نکردی
حیراں بود تشنوی گر پند رنداں را — بر شادی خود مبهم کردی یا هیچ نکردی
دل آر بدست و روح پرور نغمه کن در گوش — ور نه جاں را سقیم کردی یا هیچ نکردی
با ہوش بگوش نغمه کن نوش از درونی بیرون — سالم نکردی نسیم کردی یا هیچ نکردی
با مطرب و می گیر فقیر ایں ہمه هیچ است — از زہد بدن رمیم کردی یا هیچ نکردی

غزل

قلم پیچید بر سر چوں سیاہی — بکاغذ مے شود چسپندہ خواہی
اگر گذرندہ شد قانون قرآن — سرش زیبد بتاج از شاہی
بریدن باید سر یا شستن از آبے — اگر جاری زبانش شد بواہی
نویسد قصہ ہائی دردِ دل چوں — بخوانندش ہمہ ظِل الٰہی
بلوح پاک جبہت خط اسود — نشان از بودنت خاطی گناہی
رفاہیت شود ارزان بجانت — بجمع سالکانش چوں پناہی
دلت محروم گر از داغ ہجرش — یقین داں باشی درِ جانتباہی
ولے کو مبتلا از صد بلایش — بہ بیند ارجمندی را کماہی
وجودش نور از ظلمت جدا شد — بلک دردمنداں ہر کہ راہی
بود گویا ترا کلک فرنگی — دوا تت کے فرورنت باش جاہی
ایازی گر بزہر پای محمود — بود حکم تو از مہ تا بماہی
زخون دل بگر رح نامہ بنویس — ز شیر سش میشوی شیر الٰہی
فسوی حلقہ بگوشش ار توفقیرا — غنئے را ہما نا کج کلاہی

غزل

گل اگر خمار دارد حسن بی بنیاد نیست
صید زلف حسن را هم خطره از صیاد نیست

زلف پرچین ازل زیبا ز خالِ بی بدل
قوتِ هر مرغی که دانه شد ز دام آزاد نیست

در قفس مرغیکه دانه یافت از حسن ازل
بر دل او گوی ابد پرواز او برباد نیست

نی رود بلبل ز دوران حسن گل میدان مدام
گاه گاهی جلوهٔ او سردی اکیاد نیست

از وصال دائمی قایم نباشد سوز و درد
در فراق یار مشکلش در جهان تنآد نیست

نغمهٔ در دل بلبلا نرا رو نمود از روی گل
گر نبودی در چمن پس ناله و فریاد نیست

نقش خوبیت در نظر بهتر چو باشی با صنم
دوا اگر عقل سلیمت مانی و بهزاد نیست

عمر تو بادا دراز ای گل برین بهجت که هست
در ترازو ار گران یک پله عدل و داد نیست

گلرخان را زر فشانی میکنی ای باغبان
بر مزارِ ما فقیران گر کنی دل شاد نیست

ردیف التاء کا ایک

غزل

دلے کو زبازی بطن است امات — سرش دمبدم برد رسو منات
بسنگے کہ بطنش نہ قابل بلعل — سنزد بر رخش شکل لات و منات
با آہن کہ در دست داؤد نیست — در آتش بود بہ وکوب جہات
ہنر را بیاموز و خوکن عنا — غنی میشوی گنج در زیر پات
ہر آنکو نظر بند بر روی خوب — بود کفر او از ضلالت نجات
بامداد رندان تو کن خاک پاک — بہمت شود خاک نوری صفات
بکن یاد ثم استقاموا قرآن — عنایت کرامت شود از ثبات
چو عاذر مستم مردہ بینت سال — مگر زندہ است آرزوی حیات
کر شاید بیاید دم عیسوی — بہ بخشند روان وکشد از ممات

فقیرم اگر فقر از من ملول
دلم خوش دہد نام نیکم برات

رُباعیات

ایرانی سفیر ہند ڈاکٹر سید علی اصغر حکمت در تعریف کشمیر

در تال کشمیر نگر گلہ بط ــ آمدم کہ شنا کنند از بحر لبشط
از سیم کشیدہ اند گوئی بغلط ہر صفحہ لاجورد صد نقط و خط

کشمیر صد شش چنار در ہاموتی است کش خرم و تکوہ خود ز کوہ افزون است
آں برگ بر بین شاخ گسترده چوں کف کرم ز آستیں بیرون است

ای زہرہ جبیں تیر مژہ ماہ مثال من مشتریت جان و خورشید ہلال
آں کشتی زر دبین تو بر عرصہ تال تال است چو آسمان و کشتی چو ہلال

افراشت چو ابر خیمہ در باغ نشاط گسترد چو گل بسبزہ صد گونہ بساط
بلبل بفغان گفت کہ ای گمرہ زار می نوش و غنیمت شمار ایں است مراط

اس کے مقابلہ میں کشمیر کے ایک اہل قلم حیرت کاملی شمس الدین پانداتی سرینگر نے فرمایا :-

پیر اموں در تال نگر ہم بو سط خیلے بشطر رسید خیلے اد لبط
بر سطح زمردیں زیبندہ شط گویا کہ بحرف شین نہادند نقط

خجلت چنار با شکوه و پر و بال | بر سرو و صنوبر و شمس فرخ بال
هر نو چه و سبزه و گل و لاله آل | چون در دامان مادری خورده عیال

طبعزاد فقیر سوپوری حکیم غلام محی الدین شاہ

در تال کشمیر و گردش گله بسط | سیّاره و ثوابت اند در دور و نقط
آدم که مراجعت کنند از بحر بشط | سیّارۂ ناطقند در فم بر لیسط

(مسودہ میں بہ سبب باریکی یہ الفاظ پڑھنے سے رہ گئے)

بر گرش چو فسانه خدستان مبسوط است | اما | به تهید ستی کریانند

بنفشه یکشتی چو بهشتی در تال | عیاش بصرف مال و مغنی در تال
چوں حوت بحبروت رود مه تمثال | یا جامه زر و سیم آب سیال

خضر است بساط باغ نت اطراز بر بهار | گشت است منقش بر برگ از هار
بلبل بکنار گل گوید پر خمار | خلد است بیا زود ای عاشق زار

فقیر جانباز] روزے من بارادت تامہ و رہبری علامہ در محفل نگار خوش گفتارے رسیدہ
از در ور آمدم - یک قلم برمن نظر انداخت از بدلاں پیراز جدولِ براز جدول بے تاب کمال
جمال حسنش گلگونش دیدم بے حجاب - نورے سرورے برمن افزود چوں شب مہتاب خالی
ہم بنود بتعلق و توسط از تموز و تندی آفتاب - تشکرے ریخت از تنگ دہان و
وگفتم انتظار تو بود بے حساب، اما بناز پروری و لاپروائی درآمدی بعدائے بے
بناز بتاب - چوں آن جمال جمیل و کلام شیریں و قلیل دیدم و شنیدم دل خستہ شدہ لبتہ
بصد زنجیر و طناب - بعد ازیں بسرعت سریع رو کردہ زیر نقاب بے تحاشا گفتم اے گل
اندام شیریں کلام اکنوں چرا کردی حجاب گفت لاپروا این است عذاب ۔

رو بسوی آسمان کردہ گفتم - ربنا اکشف عنا العذاب - بدل گفتم کہ یافتم قند و گلاب -
اما بایستے کہ با جہل بماندے در تموز آفتاب - برای در مذاق بودے آور ندہ شتاب
گلقندے دافع اضطراب - ور رافع سحاب شد ایدو از ناب بر زبان راندم در دنیا میخش گلقند
نگار اچہ صواب - من بمیمانم و نماند ایں قند و گلاب - البتہ اید بر طالیان صحت بودے مانند
شراب - پس بعجز و انکساری عرض کردم و ملتجی شدم بصد آداب - ہر چند کہ الحاح و اصرار نمودم
رو ترش کردہ و چین بجبین انداخت گفتم کہ اگر ایں شیرینی عجزم و ترشی جبیش را امتزاجے

نیکو شدے بمحو امتزاج آتش و آب برای مسدودان مثل سکنجبین بودے مفتح افواہ و الواب و مکیودان ازاں بودے فرحت یاب۔ گویا من نخیل و اعناب۔ بسا فتہای بسیار بعید از غریباں مبتلائے شدائد رفتے ایں خشم و عتاب۔ مرجو بودندے از عنایتہا و احسان ہم از خوف و عقاب۔

در اول بہار آمیختہ و سرشتہ تا بچہل روز رد داشتم در نموذ آفتاب مستطاب۔ از رائحہ

روح پرور آں بسے شد ند مست خراب و اگلاں ایں مداکول مرکب و مقوم اکثرے افتادند در تپ و تاب موجب اختلاف امراض و مزاج سن اطفال و شیخ و شباب۔ چندے گشتند بسوئے محراب وچندے یافتند لب و لباب۔ چندے شدند نواب وچندے در خراب۔ اگر خواص تریاقیت در آں بنودے بزریاں ہمہ وردہ شدے یا ایستی گشت تراب۔ در موجودات و مخلوقات رونما شد انقلاب۔ ایں است مسئلہ لاجواب۔ سبحان العلی الوہاب۔ چوں آں صدر کتاب پوشیدہ شد زیر جلا مسحاب۔ شروع شد بر سرم باراں بلیات بے حساب حملہ ہای گوناگوں چناں کرد کہ از سرم شد سیلاب۔ و از مصائب و آفات بو قلموں شد مبتلا و مصاب۔ در زلف پریشان خوباں کہ نقاب عنبریں است چوں دست زدم و پوشیدم جامہ ہای سلاب۔ و در ظلمت آں تاریکہا و برقی ہای سیر رفتار کہ مترح است بشدائد و آلام ہمہ موجودات خصوصاً برای خاصان و اصحاب۔ در شکنج شکنہای پیچ پیچ مسجوں و سرنگوم چوں جناب۔ از آتش بے دود سموم غموم بریاں گشتم چوں کباب۔ اگرچہ در ظلمات آب حیات است و محیط و در

نایاب ۔ وحباب آن علیٰ اللہ دام برافق ملکوت تابندہ و درخشندہ چون کوکب
شہاب ۔ ہر کہ در ظلمات بایڈ گوہر و آب

فہمیدم کلام سعدی شیرازی تا تریاق از عراق آوردہ
شود مار گزیدہ باشد چون قرائضہ مذاب ہر چند کہ بہر سود دست و پا زدم نماندم
کامیاب ۔ سربسر گشتم در ندم و گریہ ہا کردم بر چہرہ ام مثل لوالبشر روان شدہ وجوی آب
آں آب ہم در تحوضے جمع لشد نظر کردم ندیدم الا سراب ۔ ربنا اکشف عنا العذاب ۔
ای کاش خوبان سنگدلاں را ازیں جو ہای نیز رفتار از سنگ خارا میتے برخاستے
یک جہانے شدے گوہر یاب ۔ یا مثل زمین تر شدے و مثمر گشتے از انارہ وعنب
وعناب ۔ و من فریفتہ آں حسن گلاب ہم مستفید شدے و مستجاب ۔ بلکہ
علاوہ برآں برمن مظلوم چنان نظرے یا وجود تربیت و پرورش گماشتے کہ
برگوسفنداں بوقت پرورش خیال د نظر قصاب ۔ و روی ایشاں بنظرم بودے
در شب رویا د خواب ۔ و مخالفان و دست درازاں و سخن چینان ہمچو یزیدیان
کہ در کربلا برحضرت حسین شہید رضاء ابن بوتراب افتادند گویا یک جمع کلاب مدعیان
کذب و بہتان بہر بطالت صدق من تاختت آوردند مثل مسیلمہ کذاب در صحرائے بیکس
عطشان بغیر رفیقے و شفیقے باوجود سوال کسے ندادہ آب ۔ ورد زبانم ہر لحظہ بود ربنا اکشف
عنا العذاب ۔ چون واعنہا و نشانہای نظر تیر پوست ماہی از غمزہ و رمز آں خوبان صد رکتاب
رمح و سہم پروردہ بہ تیزاب بر جسم من پروردہ شدہ از نقل و شراب جلا جا
در زخم ہای خون چکان بر رنگ شقایق و شراب و قیتکہ غمزہ و کرشمہ ازاں نازنیناں

بینم دل در فرحت و ابتهاج آید که شاید صیدم بدام آمد چون دیده بدیگر سو کند مفهوم شود
که این هم بود تحکم زهر ناب. چون مرغ نیم بسمل بر زمین طپانم زمره‌ئی که آتش شدی و نه اهتمام
حرکات انبساط و انقباض تا مسکن من شدی یک حفره تراب. تا آنکه وا مستیمی از این
دار الحرب و حراب. هر نامه تنجیم زدم بر جبین دیدم زحل بد شیر را سوار شاداب. و قران السعدین
از خوف آن تار تار گشته مانند رباب بر هر قدمی طناب و بر هر دمی شراب عتاب. طفل
تیلهای غمزه در مزه چه بود کیسه فریبهای روبهان نار حوزه شراب. و وساوس
که در ضمیر ایشان آید از شیاطین مقید بلعنت خراب در این دار الحزن خراب. من
تشنه مضطرب چه دان آن شدمی با امید آب بود الا سراب. این شرح نکته ایست
از نکات و عبادات این فقیر مهاجر و مهجور از صد کتاب. باوجود این چنین گرفتهای ناصواب.
گفتم مرحبا الحبیب فی بیت دل باز نیامد از شکر قند و گلاب. هر لمحه و هر لحظه بر درش دائم
قائم مانده حلقه زنی از شغل بدستور داشته آن جمال بی مثال را بتفکر ملحوظ نظر داشتم با امید
نگاهی از این ثواب. و بتفکر لوبیان و بدل گوبیان مینیم از آن تو زر خرید غلام
حلقه بگوش چه رنجیدگی است که دائم مانی روپوشش حجب نواب.

حلقه زن در درگاه ما بجد خویش پابند بزرگی و خطاب و محبت سستی و کاهلی از
پیشش قدمی اهانت و عتاب. تو نمیدانی که وقار ابن الوقت است بمنزله قرآب.
تر سیف بران و خنجر با تاب. بزرگی چیست در امور خیر رفتن بشتاب.
در عوض محنت قلیل و محبت ناقص دون همتا نر احسن جلیل دیدن کی باشد
صواب. سعدی علیه الرحمه فرماید که.

نکوئی با بدان کردن چنان است
که بد کردن بجائے نیک مردان

بیضه را همه استعداد مرغان در وجود است. اما ما کیانی باید فتره محرور که زیر سینه بگیرد بکمال محبت و استیعاب. تا وقتیکه از قشر سنگی برو آید بهمت مادر و اضطراب از استن حنان عصا بگیر بدست با کس محراب. یا بهمتایی خود را ببیند از که او از شمس شعاع و ضیاء کرده باشد اکتساب. تا که الوالوقت باشد حکمران باشی برایں آوان خراب. و سفینه خود را در محیطی انداز پس سوز شوی چون حسن ما در گل نیلوفر مد و بینی و اوراطیان برآر چون سیماب و حسن و لطافتی که از اخفاء به بیرون داشته ام و عکس جمال جمیل خود بظهور انداخته ام برای این بود که تو شناوری کنی در بحر محبت با خلاص و آداب و بوساطت و سالت عشق خود بجائے برسی که نایب موجود است در و برو نشینی نزد دیهیم نایب نواب. پس هر چه که خواهی یابی بی منت و بی حساب. و من از آن تو باشم و نواز ما و لطف اندوز شوی از بوی وردی و خوی ورد و روح گلاب. نزد تو مرکب تیز رفتار و راهوار موجود است با همه اسباب. چون اراده رکوب کنی و بر مرکب راکب شوی و پای نهی بر رکاب. آنگاه از حسن ما باشی کامران و کامیاب. و چون بر جا نشینی و بفکر مصاحب ما شوی تا در حضور تو باشم تو هم در سفر نباشی در حضور ما حاضر باش این است راه صواب. اگر از تفکر باز مانی با عدوان ما وقت عزیز صرف کنی خائن باشی نه این چون خر در وحل افتی و هم در گل آب و هم سزا اینکه بر سرت نزول کند النیب باشد و احق عذاب. لطف و عنایت ما را سبقت است بر غضب و عتاب باز آ و بیا مائیم مانند ترنم در تارهای سنطور و رباب. هر کس که بر آن زند از مضراب. نه بینیم بر عصیان و ثواب. بر دل او طرب و طروب افزون کنیم با

سوز و گداز والتهاب ۔ علم جوی بہمت علوی نبوی نزد ما است جامع العُلوم کتاب فراغت نواحی مہیّا کنیم ہمہ آلات و اسباب و دلیعت رانگہدار چند روز لیست ایں شورش غفلت و خواب عاشقاں ثابت قدم ستمدیدہ کان امانت والم مثل گوی اندو عشق مانند چوگان بہرسو میدانند نگویند ہیچ جواب ۔ چوں برق و کرشمہ ہا است نزد ایشاں جور و جفای مخالفاں و احزاب تیز رفتار ند چوں پیک تیز گام ۔ و ہر دم شعلہ جنون را فروغ دہند با صد التہاب ۔ در مہلکہ یا دوند و روند مثل بے عقل و دواب ۔ بہر حال تفکر و تخیل عکس ملاد ہر دم و ہر قدم شمار رفقا و اصحاب ۔

فقیر جانباز } حریفاں و رقیباں مست اند عیش و عشرت و نقل و شراب برہ یا ی شتماہی بریاں کنند بر منقل یا میخورند نان و کباب و طعامہای گوداب ۔ و گاہے بہ تعمق در حسن تو نکنند نگاہ مستطاب در مکتب محبت و اخلاص بہ تامل نکروند درس کتاب از آب حیا تیکہ از جلوہ تو ترشح میکند فراموشی و خاموشی کردہ اند اکتساب با ایں ہمہ ایشاں را ہیچ آفت و غم و صدمہ و الم نیست برابر سر در باب ۔ و رنگ چہرہ ایشاں گلگوں بنوشیدن گل و گلاب ۔ اگر از چہرہ خود محاسن را باشترہ صاف بکردندے رنگین و ملوّن بودے بخضاب ۔ دریں زمان اشم بم و توپ و تفنگ اگر بنوزندے دادندے دعوی افراسیاب ۔ تاہم شرم نمیدارند کردن دعوای آن اصلاب یا ہمہ تخیلات و تفکرات بسوی کوی تو سر ابتشد دات و تصرفات آزمائی و امتحان میکنی ای صدر کتاب ۔ و از صعوبت اسفار مرغائب شد رطوبت اصلیہ و غالب است یبوست و نصیب چہرہ ام صفرا واقع شدہ است و از قلت و بطلان دم احمر مترشح است از چشماں نم مزرد آب ۔ بادہ خلا صیم از بن ہیچ و تاب یا بدہ وصل بر خوبی و صواب ۔ و ناظراں صفرہ چہرہ ام پندارند عفت و تواب

رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ ط

درس جہان منظم بہ تنظیم غیر منتظم سر لیست و حکمتے است از خالق و تّاب - مقتضے است کہ قوانین کائنات مرکب کردہ است در حفاظت و ثبات و مراتو کیل کار ہا است کہ از تقالیب از نتیجہ حصول مقصود و اتمام و انجام مطلوب و ترقیم است بر تخت حساب مشاہدہ و ملاحظۂ افعال و اقوال انسان منتضاد البیان ضرورت است کہ کار ہای فطرتی نوع بنی آدم باوجود فہم و فراست چہ سان باشند در راہ عذاب و ثواب. و تاب تحمل مستہندان و ثروت و نمول و تحمل متمولان دیدنی است و عندہٗ ام الکتاب - ہر کسے را در حد خود برآلام و اسقام انسکاب اگرچہ باشند بلند و بالا انساب در خلقت انسان مقصدے واحد است از وجود متضاد النساب - و تاثرات متضادہ عناصر اربعہ را انتہاب و بقوت و حیات ارواح مقدسہ قدسیہ و ہیولیہ رسند بدرجہ اولوالالباب - ہر کسے کہ ضمیر فروشی کند و باوصاف حیوانی متصف شود باید کہ او لقمۂ شود بدرندگان ذوانیاب نفس پر در از ایں مقصد از دست رحمت و دل ایشان شود منجلاب - و غرض و غایت ازلی ایں است کہ اشرف المخلوقات انسان را از فطرت و اختیار خود چہ سان رود دریں جہان پر پیچ و تاب و ایں انسان با جنس خود چہ سلیقہ و سلوک بدرد دل رواداردو باید چہ ای مثاب. مختصر ایں ہفت خانہ دنیای متضاد بر حکمتہا و اسرار با مبنی است فہم بشر از آں قاصر است لازم است کہ پیروی بر احکام چار امطر لاب - سر مخفی واقف است بر ضمیر و فطرت ہر کسے بر خصلت دواب ایں است مسئلہ لاجواب - از ہر امور بہتر و افضل اینست ہر لحظہ ہا یمانی با عجز و نیاز سر بسجدہ بدرگاہ تو آیے - اقنا ہ و جود بر عیوب و دشمنی یوسف یعقوب نشود تا وقتیکہ از تشدائد زمانہ نشوی مصائب پیند تا از ضرف نداف

موبمو تا رنتار لنود کے شود ولائق دیبا و سنجاب ۔ نفس چوں مطمئن شود پس تفکرت رہبر است برا سرار و اشہاد بثواب ۔ اگرچہ انتہائے راز نیابی و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۔ تاہم قلیلے درباب این است مسئلہ لاجواب این فقیر جانیار اکنون بشنو کہ تو پر گلاب و قند مایہ تیقن کامل مے یونی بیتک تو داری عاشق لاثانی لاجواب مگر چنداں کہ اشعہ ولمعات آنہا در تو سپردہ است از وہب وہاب نہ بر سبیل اکتساب آنرا انشاختہ (مسودہ سے بہ سبب باریکی یہ الفاظ نہ پڑھے گئے) پس ازاں بسہولت باشد فتح الباب ۔ پس بہر کار پردازاں میباشیم کار آب بدیں وجہ ذوق والیق اینست کہ تو اولا در خود یابی قند و گلاب و الیہ المرجع والمآب ۔

داہروال بیدلا نرا چوں در آغاز جلوہ نمائی بعد ازاں روپوشی زیر نقاب اندریں فعل عجیب چہ نکتہائے اعاجیب و اعجاب ۔ فرض گیتم کہ آزمائی وامتحان میکنی مگر حسنیکہ قدم دازل ادرا باشد منصور و حجاب این بشر حقیر و ضعیف راکہ حدیث و حدوث اوست ازاں حسن الطف و اشرف چہ قدر اعتبار و ایجاب چہ آنہ مائید ذرہ بیمقدار را آفتاب عالم تاب ۔ اگر دریں مصلحتے نیکو باشد تاہم شاید و بایستے کہ تا مدت قلیل آزمودہ شود ساب در عین شباب ۔ ای ہمنشیں نواب صدر کتاب بر تو نہ شیخوخیت و پیری را راہ دارد نہ فنا نہ حساب ۔ این عمر گرانمایہ ما قصیر و قلیل باوجود این از شبابیت بشیخوخیت باختلاف زمانہ و انقلاب ۔ واز شیخوخیت بہ نشیب تراب از عدم آمدہ بعدم رویم چوں برف آب ای حسن شباب ترا با الوان مختلفہ و متعددہ قیام و ثبات است و اعراب ۔ ما ہمہ تو فریفتہ و گرویدہ ایم خورہ افشاں (مسودہ سے بہ سبب باریکی یہ الفاظ پڑھنے سے رہ گئے)

در رہنمائی و منترہ واری از نتایج و عیوب و ناصواب قبایح و دقایح ماموراتِ ابلیس ورنہ چہ یارادارد و دررد خلل امور لغوایب۔ وآلہ وسبب برامور سیئہ و قبیحہ نفس امارہ است کہ بدفطرتاں راغب بداں شوند چوں درندہ گان وکلاب۔ خوباں جہاں ازارادت نفسانی متنفراند و درکنار بہ برکت و بدولت تو ایشاں از بدیہا کنند اجتناب۔ در زمرہ خوباں است۔ قابل امتحاں نبود ند و نہ مستحق تکالیف و عذاب۔

منم از جو بیار جمال حقیقی سیراب۔ و منور از انوار لایزال رب الارباب۔ جاذب خوباں و رہنمائی سالکاں وارباب۔ و میکشم ایشاں را از ارتیاب و برہمہ جاذبیم۔

بدفطرتاں و مصاحباں دیگر ہم جاذب اندو از نفس امارہ آنہا را انجذاب۔ بوجہ مخالطت و متابہت فطرت و طینت از ایشاں بسرعت متاثر شوند و تاثرم کمیاب از ارادت بدھوا و ہوس نفس و وساوس موکلان آتشیں قفس شدند خائن و خاب۔ بعوض افعال بد و جرائم و عصیاں بروقت مقررہ چند خط سزا و عقاب خوباں و نیک فطرتاں را اگر تکالیف و مصائب رسند این وجود عنصری گوسالہ ایست چوں گوسالہ سامری یا کتابیست پر از سحر ہاروت و ماروت یا طلسمے ہفت خانہ است کہ زلیخا از قفل ہا و زنجیر بستہ کردہ است ہفت ابواب۔ دریں ہفت خانہ یوسف مقید است زیر نقاب یا در چاہ مظلم است آفتاب یا در ظلمات شکم ماہی یونس مقید است گویا در صدف دُریست نایاب از یں ہفت خانہ یوسف را بیروں بنفتن است بشکستہ قفل ہای ابواب۔ یونس را از شکم ماہی بدر آمدہ زیر سایہ کدو کشتن است صحت یاب۔ کاریست صعب و دشوار کار زاریست بار ستم و اسفندیار و سہراب۔ البتہ کسانیکہ در خوبی و بدی فطرت و سرشت قریب بدرجہ مساویست برائے ایشاں

صیقر ہم مانند احباب - نہ چو صیادان خیب و خائب بلکہ از روی صواب (مسودہ سے یہ سبب بار یکی یہ الفاظ ہر جملہ صفحہ سے ۱۰ شعر)

صحبت و تربیت صالح و طالح گاہے بحو تسروئی جلوہ بنمائیم چون شیر مملو بر تشنگان آب و گاہے لبریز واشکال خراب -

نمی بینی کہ تلامیذ اینکہ در ذہانت و بلادت بدرجہ متوسط اند اوستادان ماہر فن گاہے مینحور انندشیرین و حلوا و کباب - گاہے بمید ہند و ر شبقاب و قاب گاہے بچوب زنند حتیٰ کہ اجساد آنہا مجروح شوند و خونناب بہ نسبت سرشت خوب و زشت اوسط درجہ آدمیاں اکثر اند بنا بران و درشتی و ملایمیت ہم واشتن برای ایشان بہترین لبوب و کباب و دیگر سوالیشان را شیاطین مرحومان و گرگ ظالم و چوہدارکان شیفتہ و فریفتہ کنند بدیدن اشکال و الوان منقلبہ و متیغرہ ما بچو خوبان خوشی الحان و جبائیہای طاق نشان شیطان و طلسم ہای گوناگون فرنگیان و بحرص آز متاع و سامان این جہان کہ در اصل خروب اند خراب و بمنزلہ خوابیست غرق کہ دران بینند اصلاحی رویا و تیناب در پے و دنبال اند حالانکہ این ہمہ نقش و نگارہ و حوریان کیک نفتار سبزہ زار و جو بیارہ خزان و بہار شگوفہ ہا و اثمار آیات و علامات ظہور جلوہ حسن بے مثال کردگار کہ بقدرت عجیب و بجیب مقتدر راست و نواب - تاکہ بنظر تعمق و تدبیر و تخیل و تفکر درین اشیاء موجودات داخل شدہ بہ بیند اسرار و انوار رب الارباب - بعضیا نزا بجای تطہر و تطیب تزلزل و تذبذب در دل واقع شود و افتند در چرخاب و گرداب - در ظلمت قعر چاہ محبوس داشتند یوسف راہ یونس را شکم ماہی تنگتاب - و مایان بچو طبیبان محبت کیش و صلاح اندیش بربالیں بیماری او نسخہ نویس و مجاز جبوب و حل آب - و سوداگر انیم از شہر بے شہرے نقال مال و منال از قیمہ جات

منظلم بدلوں رسن برآورندہ یوسف پا ہر رکاب و بلندو بالا نراز شفقت پدر دیا در تنفیقم و رفیق
و مقررۂ ازل نایب مناب۔ مخلص مسیحو نان و مخبر ایشاں در بعد زماں۔ و یر تحت نت نندۂ
فقیران بے سر و سامان در بلا دہای بیگانگاں۔ دوست گیرندہ و آشنا شدۂ آنان کہ گرفتہ شدہ
باشند در شعب شعاب۔ و ہم در منازل ہفت خانہ ہای طلاسمی کہ بند کردہ انداز کیود
زناں چون قفل گراں حاجب و بواب بل فاتح الواب و با ما یار شوند صاحیاں اولوالالباب
برای نصرت و اعانت ایشاں پریشان شوند حالب و جلاب۔ حتیٰ کہ ہا بخیال و ہم نشین در
زمرہ آنہا شوند با ثوب و ثیاب۔

ای جان من بر تو خیال نظرے دارم کہ تو ای حسن تاب۔ ہر چہ کہ بر من از دشوار
بہار رسد گاہے ہر زمانہ منسوب کنم گاہے بفلک افرا گاہے بسزای جرائم و گاہے یکم فہمی یدان
(یہاں عبارت پڑھی نہ جا سکی)

باایں ہمہ صحت و جوہ پاسن نکتہ میکنم کہ ہر چہ کہ در محبت و عشق تو رسد منتہا قاضی قضا و از
ازل است در احتساب در ہمہ صورت بر من زیوری است از زرنابے واز ریشم و پشمینہ
ام دیبائیت و لبس ثیاب تسلیم و رضاست بر آں مگر خلاف اتفاق ایں زمانہ نا ہنجار رندانند و نخوانند
ایں کتاب و خطاب۔ سگ کوچہ لیلیٰ را بعیوب و نقائص مے شمارند نہ جنون پر فنون۔ و بضرب
سخناں خنجر دار و سیف براں آبدار دل ما را فکند در تلاطم و انقلاب۔ بروغن خور دل گر بہ
چنداں زخم بر جگر نبود۔ لیکن دم جنبانیدن او ذبح کند چوں جلاد و قصاب۔ و سینہ از ہر
و حصب مے شود پر التہاب چکنم بیارای خاموشی و نہ یارای جواب بہتر است پر و کشیدن جلباب
چناں شرمندہ و خجلم کہ گویم کہ تنہا بنشینم در حصارے یا غائب در غاب۔ و ہم کس حقیر شمرندہ

و آوردان بعضی عنان بمقابله بر روی آب۔ و بعضی غائبانه در غیبت افتند چون بر لحم جوزه کرگس و غراب۔ بهتر و خوشتر غیبت دائم از مدح و از غیض و غضب ناجنسان

(یہ سببِ باریکی یہ الفاظ پڑھے نہیں گئے ہیں) و هم خیالان باده یا خورده رفتند

خواهم که بنشینم در کتاب حالات بر خاک مزیح فاریاب و تصحیح الفاظهای سقیم خود کنم از ابونصر در فاریاب۔ در حق پیران موسفید و شیخان خلو و نقائص پوشیده معیوب و کریهه است۔ سخنان کم تجربه شباب ناپسند و ناگوار است طعنهای آنان که خود افتاده اند بهوا و هوس نفس ظالم در ورطه چرخاب در حوض تیر ساهمت الغضب را انداخته مست و مدهوش انداز نوشیدن شراب۔ بر و بری حبائل الشیاطین ملعون و خراب و عیوب نامعدود خود را اوصاف جمیله شمارند در حساب و در کتاب جبرانیم خاموشم ای حسن شباب۔ راهی بما که رندانه در آیم در میخانه متواتر نوشم اقداح و جام های گل گلاب یا چاره کن مناسب و عین صواب تار ها نشوم از مجروح شدن منقارهای غراب۔ ربنا اکشف عنا العذاب نرجو رحمتک و نخشی من الغضب والعقاب۔ ای صدر کتاب تو ئی لب لباب تو ئی زیب این جهان غنچه و آب و ذریعه وصل نائب و نواب۔ ای تشنه بیتاب ترا شکوه هاست از دوران فلک دولاب۔ حق انیست که دور از منه منظوم است به تنظیم سبع سیاره و اقطاب از اختلاف سیر آنها اختلاف خواص و تاثیرات بر همه اصحاب و مخالفان هم ترا ای شما را تدو بی حساب۔ بر سر تو ئی آیند آفات و بلیات و مذمت و ملامت و انقلاب۔ اگر خواهی که تو بر اصل حقیقت خود واقف و آگاه شوی اینک در یاب از چهار عناصر مختلف الطبائع وجود تو بظهور پیوسته است۔ از اختلاف آنها در هر بشر عیوب و نقائص بیشمار موجود اند چون حنظل

وحباب۔ ارادتِ نفسِ امّارہ بر آں عیوب موقوف اند از آں ارادت وخواہشاتِ نفس
مقل ہمہ بنی آدم بر نقش و نگار فریب کاری دنیا فریفتہ شدہ غافل شوند مرتکب معاصی
شدہ از اصل اصول وکارہای مقبول شوند سدّ باب بدیں وجہ از خلد بریں بدر آمد و باسفل سافلین
راندہ شد صائب وصاحب سلاب اثریں بدفعلی و بدفطرتی ماحول تو شود خراب۔ مخالفان و
سیارہ گانی وغیرہ ہمہ توابع اند از آنہا چہ آید البتہ بر فطرت خود کن حساب۔ در روح
کہ جوہر قدسی است در وجود تو ودیعت است با وجود عقل وفہم وادراک برای شناختن
ومعرفت رب الارباب بوساطت آن جوہر قدسی در سجن ایں قفس عنصری پائمال کردہ است
بلکہ قتل کردہ است بدست خود ہمچو رستم زال کہ قاتل سہراب۔ تقلید جو بروبال خبیح وملیح
کردہ ہا ملامت وعمل بر آں نہ نمودہ بعید ماند از صباحت وملاحت وطیب ولہاب وخالی ماند
چوں جام گرداب کلباً علے وجہہ چوں سواران آب پس بکمال حکمت وحذاقت معالجہ
او مے شویم بعلاج ضیق معشیت ومہمات وصعوبت تا آنکہ خستہ وشکستہ شود چوں کشتہ سیماب
قابل ولائق شود بعد ازیں چناں داروئے کہ از درون وبیرون برائی امراض خبیثہ مزمنہ شود بدرجہ
اتم کامیاب ہمہ کس شمارند ش سرحساب۔ از دست ظالمان مظلوم واز غلبگی غالباں مغلوب واز
مخالفت مخالفان مرعوب چناں شود کہ بعد از آں مستحکم وثابت قدم شود بصوب صواب و بر کمر بندد
خود بند وشبر قلاب۔ پس از آں انوار واسرار جوہر حقیقی سماوی از و شوند زیاب کل آناء
تیسر شرح بما فیہ انبیت اصل مراد ولب لباب۔ در خلقت تنظیم غیر منتظم عند ملک الوہاب واللہ اعلم
بالصواب ایں ہمہ لطائف ونکات در دو سخن نادر ونایاب بگویم آنرا دریاب۔ چہارم رغ و
جودی را اول ہمچو خلیل کلیتہ مقتول کردہ معدوم کن نایابی حظ موتو قبل ان تموتوا لبس ایشانرا

حضرت حیؔ وقیوم دوبارہ زندہ کند بدیگر انواع واسباب از چہار مُرغان ابراہیم یکے کبوتر بود۔ واز کبوتر وجودی مدّعا اینست کہ باعوام النّاس مخالطت الفت بحدے داشتن کہ در امور دنیا بہمہ حواس مشغول ومصروف ودر کلام ہای فضول وبیہودہ اوقات عزیزہ وانفاس غریبہ ضائع کردن ودنیا موختن آداب وفراموش کردن ذکر واجب الوجود بتقلیب روح ونداشتن الفت ومحبت رہنمائی ذی جود باسوز وگداز والتہاب، ہر کسیکہ راہ سکوت بما سود نہ پیمود افتادہ کالانعام در پرورش وجود پیچیدہ شد در لبلاب مرغ دوم خروس بود مراد ازاں شہوت چوں خروس وثور ودواب وکلاب۔ ہر کسانیکہ فنای الفرج باشند وراعئے ومائل زنان شوند خیالات او منتشر وپراگندہ در ایں خیالات ناصواب۔ بطرف ذکر واذ کار راجع نشود حتی المقدور اگر کُشتہ نماند کامیاب بلکہ اگر بوقتے مشغول ذکر شود ابلیس بہ تیر طغیان وسیلاب محشر شہوت آفتے است خیالات را منتشر (ہنس بٹر ھاتے) بہمہ وجوہ در دعوای ذکر اللہ است کذّاب اگر کسے را میسر شود بہتر است کہ او کتد نکاح ما طاب ہر کسے را کہ بوجہ غربت وافلاس دست ندہد چوں از صبر وشکیبائی بر نفس قابو کردہ رغبت دارد بصواب مجتہد لیست بر وفائق شود بہر صواب۔ چو الم دیست کہ از عاملاں وکریمان وغازیاں بلند بالا تر فیض یابے ما ایں صبر وشکیبائی چوں ذاکر باشد بروح ویہ زیاں ودل منکسر در توبہ دایاب۔ بے شک لاریب کہ او باشد در جمع زمرہ اولو الباب۔ آں کسانیکہ قابو نکند شہوت خود را ایشان افتادند در تباب والیاب رتا وقتیکہ ایں خروس را ذبح نکنی وبے تیری در ہیچ صورت ترا نباشد فتح یابے در راہ صواب مرغ سیوم طاؤس بود کہ بہ نقش ونگار خود بر دیگران فاخر است بہ لبس ملس ثوب وثیاب در وجود بشر ہم ایں امور موجود دارد کہ از آں نخرہ وناز میکند وغرور وفخر وجاہ وحشم وحشمت را در دست دارد باعیب واعجاب

ای متکبر و مغرور بفخر و مرح مترا ست عبور و مرور یاد آر و لا تمش فی الارض مرحا برایں عمر ناپائدار که هست بمنزلهٔ حباب چه جائے ناز است و برایں دولت و حشم چه تکیه ترا ست که سکندر باوجود آں چناں ملک و شجاعت دست کشاده گشت بتراب. به بین که پایهای آن خجل و زشت اند چوں برآں نظر انداز د شرمنده و رسوا شود در جیب الباب. وهم صیاد برای صید کردن آن طاؤس چوں باد به پشه و عنکبوت بدیاب شیاطین برایں کسان فاخر و مغرور و بجمارت مشهور بحبائل و رسنها جاذب و جلّاب تا ایں طاؤس را نکشتی و پرهای فاخره نکسلی عمر جاودانی و عیش و عشرت ابدی بیاد دادی به بدل چند روزه و چند اشیاء فانی ناپائدار و خراب و ایں دنیا و خدمه برتو شود لذیذ و لذاب. مرغ چهارم زاغ است در و حرص و طمع چناں مرکوز و کائن است که در دنیا لا نهائی از خواب او درین صفت مشهور و معروف است هر انسانیکه حریص و طامع باشد کم نیست از غراب همه بدیها و سیئات را بمنزلهٔ بیخ است. درخت خار از خود در آب دهد چون شراب و ثمر تش همیشه مثل حنظل و صاب ای بشر تا تو ایں درخت را بیخ کنی نرگسی در طاعت و عبادات اگر بعلوا علی رسی در قعر زمین برآرد و بر اعمال تو شود چوں تنکار رغداب بر کشتن ایں چهار مرغان چند ابیات مولانای رومی بنویسم از آنها اصل مقصد درباب.

چار وصف است ایں بشر را دل فشار	چار میخ عقل گشته ایں چهار
تو خلیل وقتی ای خورشید هش	ایں چهار اطیار رهزن را بکش
زاں که هر مرغے ازانیها زاغ وش	هست عقل عاقلانرا دیده کش
چار وصف تن چو مرغان خلیل	بسمل ایشاں دهد جان را سبیل

ای خلیل اندر خلاص نیک و بد — سر ببر شان تا رهد پاها ز سد

کل توی و جملگان اجزای تو — برگشا پا که هست شان پای تو

از توی عالم روح زاری می شود — پشت صد لشکر سواری می شود

زانکه این تن شد مقام چار خو — نام شان شد چار مرغ فتنه جو

خلق را گر زندگی خواهی ابد — سر ببر زین چار مرغ شوم بد

باز شان زنده کن از نوع دگر — که نباشد بعد ازاں زایشان ضرر

چار مرغ معنوی راه زن — کرده اند اندر دل خلقان وطن

چون امیر جملهٔ دلها شوی — اندرین دوران خلیفه حق توی

سر ببر این چار مرغ زنده را — سرمدی کن عمر ناپائدار را

(مسودہ سے بہ سبب باریکی یہ الفاظ پڑھنے سے رہ گئے)

بط حرص است و خروس آن شهوت است — جاه چون طاوس و زاغ امنیت است

بط حرص آمد که نوکش در زمین — در تر و در خشک هم جوید دفین

یک زمان نبود معطل آن گلو — نشنود از امر جز حکم کلو

همچو یغماچی که خانه می کند — زود زود انبان خود پر میکند

اندر انبان می فشارد نیک و بد — دانه های در و حبات نخود

تا مبادا یاغئی آید دگر — می فشارد در جوال او خشک و تر

سخن دوم: ۱ چون انسان عیوب وجود خود را بمیراند بمعنی کالعدم سازد و بعد ازین ایشان را بطریق احسن سر نو زنده کردن است این صورت حیات در چهار فضائل موجود است هر وز خواهی یافت با کتاب موصوف

شدن بصفات این فضائل حیات ابدی لازم و واجب است اینک در باب حکمت شجاعت عفت عدالت تقسیم اقسام آنها باین طور در کتاب حکمت بر دو قسم است یکے قوت نظری یعنے علمی و آن ادراک حقائق اشیاء است تعد طاقت بشری ایکه ترا است عطا عقل و فهم و ادراک از هلک و باب علایت خلق حضرت واجب الوجود که مطلوب حقیقی است رسد و همه معروف شود اصل مقصد از خلقت این خاکی نسبت اشرف المخلوقات این است که شوند هلاک. دوم قوت عملی و آن قیام کردن است با فعال و کارهای نیکو تا که نفس با خلاق حمیده و پسندیده کسب ایجاب.
پس حکمت را چهار نوع است اول ذکای که از بسیاری که ادراک نفس ناطقه چنان قوی شود کر استنباط نتائج از مقدمات بحیر د توجه خواهد کرد باعانت و امداد علوم و ریاضت و مقرب اصحاب دوم صفائی ذهن و آن ملکه استعداد استخراج مطلوب است بے تشویش و اضطراب سیوم حسن تعقل و آن صیانت است از سهو و خطاء غفلت و خواب چهارم تحفظ و آن چنان است که هر چه معقول و محسوس را نیکو ضبط نماید تا در وقت احتیاج ملاحظه آن باسانی آید در حضور از غیاب - دوم شجاعت که انبعاث قوت غضبی است که نفس ناطقه را در مهالک و مخافت سست نماید شش قسم است اول کبر نفس و آن قیام کردن نفس ناطقه است در کارهای بزرگ و براحتی و شفقتی که در ضمن آن رو نماید بدان نکند الفت و ایجاب دوم علو همت که نفس ناطقه را در طلب ذکر جمیل و کمالات انسانی مکاره این جهان ملحوظ نظر اعتبار نباشد - از حصول کمالات غرور نفس نیفزاید لعجائبات دنیا بیند بنظر نفرت و ناصواب سیوم حلم یعنے ثبات و استقامت هنگام غضب در مشاهده امور نا ملائم نکردن سبکساری و اضطراب - چهارم تواضع یعنی

خود را نمید اند و نشمرد بر کسانیکه درجاه و فضیلت از و کمتر باشند مرتبی و فاضل و مرآب۔ اما بشرطاعتدال کہ نزد عاقلان باشد پسند و صواب۔ پنجم حمیت و آن حفظ احکام شریعت و محافظت حرمت خود از امور نالائق و حرمت احباب۔ ششم رقت یعنی نرم دلی و شفقت (مسودہ میں بہ سبب باریکی یہ الفاظ پڑھے نہ جا سکے) احوال و اقوال پدید آید اضطراب۔ نوع سیوم عفت او آنست کہ شہوت مطیع نفس ناطقہ شود تا تصرف او بموجب اقتضای عقل باشد در امور صواب۔ این را هفت قسم است اول حیا، کہ ملاحظہ از افعال قبیحہ و احتراز نمودن از الم پشیمانی و لحاظ استخفاف کہ در ضمن آن حاصل آید۔ دوم حسن ابتدای یعنی راغب بودن در حصول فضائل باکتساب حتی المقدور کوشش کردن و مدد نمودن اقرباء را در دفع مکارہ دیباب۔ سیوم صبر و آن ضبط کردن قوای نفسانی از لذات قبیحہ از روی قدرت و اختیار تا نشود منکوب و الیاب بعضی صبر را دو قسم کردہ اند۔ یکی صبر از مطلوب دوم بر مطلوب چہارم قناعت و آنچنان بود کہ نفس کار ماکول و ملبوس را سهل فراگرفتہ بہمان قدر کہ سد ضرورت او کند از ہر جنس کہ باشد اقتصار کردہ تنظر دارد بر اغتراب از متول متمولان اقتضاب پنجم وقار و آن اطمینان نفس است در تحصیل مطلوبات و احتراز از شتاب۔ ششم خیریت و آن مکنت مال است و وصول بر سبب پسندیدہ در باکتساب و صرف مال بوجوہ الیق و انسب کہ موافق حکمت و شریعت باشد و مطابق کلام رب الارباب

هفتم سخاوت و آن ملکهٔ صرف کردن است با سانی در مراعات مسکینان و محتاجان بر وجه اعتدال و صواب - و ملاحظۂ مصرف استحقاق و منصب نصاب - چهارم عدالت او آنست که این همه قوتها با یکدیگر اتفاق کنند و قوت ممیزه را امتثال نماید تا اثر انصاف از و بظهور آیند چون آفتاب و کواکب شهاب پنج قسم است اول صداقت و آن دوستی صادق است بر وجه که هر چه در حق خود خواهند آن را هم پسند در اند بر احباب و اتراب و آنچه بر خود پسند نکند بر ایشان هم نداانند روا و صواب دوم وفا و آن جوانمردی است با طبقات بنی نوع خصوصاً با قاربی مصاب و این راصلهٔ رحم گویند - سیوم تسلیم و آن چنان بود که با حکام الهی و نوامیس شرعی و اوضاع نبوی رضا دهد و بحسن قبول تلقی نماید اگر چه بر طبع او باشد و صعب الصعاب چهارم عبادت و آن بجا آوردن فرائض و واجبات بدرگاه تواب پنجم توکل و آن چنان بود که در ستی کار خود بخدا سپارد و توکیل بنعم الوکیل نموده خیالات سعی خود نماید و تائید غیر بدانند چون میزاب و نقاب الموفق و المعین الے احسن العبادة و الطاعة هو اللہ الوهاب. مقصد کلی اینست که اخلاق مذمومه وجود را فنا کرده القای اخلاق حسنه کردن است هر کسیکه برین امور مستقیم ماند استوار شد آرزو گشت از تغیب لغاب و لقب نقاب یقیناً مشام او مطیب شود روز بروز سے بروایح طیبه باشد طیب و طاب. و هر وقت در نظر او باشد صدر کتاب بمنزلهٔ محراب و ما علینا الا البلاغ -

فقیر زبیر کی این زمان فروش و مز - که نرم محبت برد یهان معینی نشده است

در علم تصوف روبهی این است. که کسیکه از صفات بدر آمده در ذات رفت محو در ان شد و بروح پیوست. از او رادلسانی منقطع شد- بعد ازان بصفات مراجعت کردن عین معیوب و مکروه است باشد منکوب و بیاب رضا بر قضا بودن بهتر افضل در انسان است فتح باب- نظر بر حالات زمانه انکنده روبهی انیست که گندم نما وجو فروش شدن شیخ رو شیطانی و شبادی نمودن جمع مال و منال و طمع افزودن و جاه و جلال کردن بزبان درازی و مکر و حیله و فریب ساده لوحانرا نقصان رسانیدن برایشانر است از قهار و جبار عتاب و غضب و اشد العذاب- ایشانند کالانعام بل هم اضل روزے شوند لقمهٔ درنده گان ذو ایناب- ربنا اکشف عنا العذاب-

برای درویشان فقیران روبه مزاج این زمان و زاهدان کذاب و فریب بازان و زبان درازان و مکاران و آنانکه برای خون آشامی غریبان تگ و پو کنند چون کلاب-

چند ابیات حضرت مولنا علیه الرحمه درج کنم
سخن سنجان الباب خود نتیجه اش برآرند والله اعلم بالصواب

روبهان زیرک آخر زمان — برفزوده خویش بر پیشنیان
حیله آموزان جگرها سوخته — فعل ها و مکرها آموخته

صبر و ایثار و سخای نفس وجود | باز داده کان بود اکسیر سود
فکر آن باشد که بگشاید رہی | راہ آن باشد که پیش آید شہی
بس کسانرا آن سلح بستن بکشت | بے رجولیت چنان تیغی بمشت
گر بپوشی تو سلاح رستمان | رفت جانت چون نباشی مرد آں
آن سلاحت حیله و مکر تواست | ہم ز تو زائید و ہم جان تو خست
حکمت دنیا فزاید ظن و شک | حکمت دینی برد فوق فلک
چوں مبارک نیست بر تو ایں علوم | خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم
چوں ملائک گو که لا علم لنا | یا الٰہی غیر ما علمتنا

ای فقیر جانباز در سلک سلوک آمدی اما با اضطراب و شتاب۔
ایں کاریست که بر آید بتامل و تانی و تاب۔ ہر چند که خود را اصلاح کنی
یقین کامل داری راز ہای مخفی را اخفاء کنی در ہر صورت باشی کامیاب۔
در محفل ما با سرور و فرحت و اطمینان علے الدوام مانی بے شک و ارتیاب۔
حوریست با کمال جمال قند و گلاب خلد بینت با ہمه طرب وصال قند و گلاب،
خوش باش مراعات رہروان کوی مانند ما صد چند است با صواب ولا نضیع
اجر المحسنین

راز دانان ہمه دانند چه قند و چه گلاب | نے شکر راست حجاب و نی گل صد کتاب
بلبلا نغمه کن و باد خزاں را بفروش | در نظر دل دگر غنچه دهد جلوه و تاب